adidas
10

عروج و زوال

کاشف زبیر

دُنیا بھر میں کھیلے جانے والے تمام کھیلوں میں فٹ بال کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہے وہ کم ہی کھیلوں کے حصے میں آتی ہے اور خصوصاً جنوبی امریکا ملکوں میں تو اس کھیل سے ایسی جذباتی وابستگی نظر آتی ہے جیسی مذہبی عقائد سے ہوتی ہے۔ ارجنٹائن ہمیشہ سے اس کھیل کا مرکز رہا ہے۔ فٹ بال کے کھلاڑیوں کو وہاں دیوتا کا درجہ دیا جاتا ہے۔ یہ ارجنٹائن کے ایک ایسے ہی فٹ بالر کی کہانی ہے جو عظیم برازیلین فٹبالر پیلے کے بعد فٹ بال کی دُنیا کا نہایت اہم نام بن گیا تھا۔

ارجنٹائن کے سپر اسٹار اور فٹ بال کی دُنیا کے مشہور کھلاڑی میراڈونا کی سرگزشت

میچ کا اہم ترین مرحلہ تھا۔ فارورڈ ڈی میں آچکے تھے۔ گیند ان کے پاس تھی لیکن دفاعی کھلاڑی اور گول کیپر بھی پوری طرح مستعد تھے۔ انہوں نے اتنا شاندار حلقہ بنا رکھا تھا کہ حملہ آوروں کو کوئی راہ سجائی نہیں دے رہی تھی، اچانک ایک مختصر قد کا لیکن مضبوط اور گٹھے ہوئے بدن کا لمبے بالوں والا فٹ بالر بجلی کی سی تیزی سے گول کے پاس آیا۔ دوسری طرف جس کے پاس بال تھی اس نے اچانک گیند کو فضا میں اچھالا، یہ دونوں باتیں غیر متوقع تھیں لیکن دفاعی کھلاڑی مطمئن تھے۔ ان کا جال اب بھی مضبوط تھا انہوں نے فوراً مختصر قامت والے کو گھیر لیا۔ وہ اس کے اور گول کے درمیان حائل تھے اور انہیں یقین تھا کہ وہ ان کے جسموں کی دیوار کو پار نہیں کر سکے گا۔ فٹ بال اوپر سے آرہی تھی اور اسے روکنا اور پھر سنبھالنا ہی مسئلہ تھا۔ دفاعی کھلاڑی بال چھیننے اور باہر پھینکنے کے لیے پوری طرح تیار تھے۔

لیکن پھر جو ہوا اسے صرف ایک شخص کر کے دکھا سکتا تھا۔ نہ صرف دفاعی کھلاڑی بلک اسٹیڈیم میں موجود ستّر ہزار سے زیادہ تماشائی بھی حیران رہ گئے تھے۔ فٹ بال مختصر قامت والے کو عقب سے مل رہی تھی اور گول کرنے کے لیے لازم تھا کہ وہ بال لے کر گول کی طرف گھومتا اور پھر بال کو گول میں پھینک دیتا لیکن اس نے ناقابل یقین حرکت کی تھی۔ اس نے گیند زمین پر گرتے ہی پاؤں سے دبادی اور اگلے ہی لمحے اسے ایڑی سے پچھلی طرف گول میں پھینک دیا۔ اسے اپنی مہارت پر اس قدر یقین تھا کہ اس نے مڑ کر دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی اور فاتحانہ انداز میں ہاتھ لہراتا اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑا تھا۔ دفاعی کھلاڑی اور گول کیپر دم بہ خود کھڑے تھے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اس طرح گول کر سکتا ہے۔ یہ فٹ بال تو نہیں تھی۔ یہ جادوگری تھی۔ جس نے نہ صرف تماشائیوں بلکہ مخالف ٹیم کو بھی دیوانہ کردیا تھا۔ میدان کے باہر کلب کے عہدیداران بیٹھے تھے۔ ان میں جنرل سیکریٹری تھا۔ جس نے اس جادوگر فٹ بالر کی کلب میں شمولیت کی مخالفت کی تھی کیونکہ وہ کلب کی طرف سے کھیلنے کے لیے بہت بھاری معاوضہ مانگ رہا تھا۔ بیس ملین ڈالرز سالانہ، فی میچ ستّر ہزار ڈالرز اور فی گول تیس ہزار ڈالرز، کلب کے منتظمین نے اکثریت رائے سے یہ شرائط منظور کرلیں۔ صرف جنرل سیکریٹری کو اعتراض تھا۔ "اس قیمت میں یہ شخص بہت مہنگا ہے۔"

لیکن معاہدہ ہوگیا اور یہ فٹ بالر تاریخ کا سب سے زیادہ معاوضہ لینے والا فٹ بالر بن گیا اور آج اس نے ثابت کردیا

تھا کہ وہ اس قیمت پر بھی کلب کے لیے سستا سودا تھا۔

"یہ واقعی جادوگر ہے۔" جنرل سیکریٹری نے بے ساختہ کہا۔

اور یہ جادوگر دنیا میں ڈیاگو میرا ڈونا کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

○☆○

ننھا سا بچہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ رات ہو چکی تھی اور اسے سو جانا چاہیے تھا لیکن وہ اب تک جاگ رہا تھا۔ ماں اس کی بے چینی دیکھ رہی تھی اور وہ جانتی تھی کہ اسے باپ کا انتظار تھا۔ آج اسے تنخواہ ملنی تھی اور اس نے ننھے میرا ڈونا سے وعدہ کرر کھا تھا کہ اسے ایک فٹ بال لاکر دے گا۔ وہ محنت کش تھا اور سارے مہینے محنت کرکے اسے جو چند نوٹ ملتے تھے۔ ان سے گھر کا دال دلیا ہی مشکل سے چلتا تھا۔ تعیشات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایسے میں ننھے میرا ڈونا کی ضد ایک مسئلہ بن گئی تھی۔

"مجھے فٹ بال چاہیے۔ میری اپنی فٹ بال۔"

"فٹ بال بہت مہنگی آتی ہے۔" ماں نے اسے سمجھایا لیکن اس کی ضد کم نہیں ہوتی تھی۔ اس نے کھانے، سونے اور اسکول جانے سے انکار کردیا تھا۔ اسے فٹ بال دلانا اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا لیکن ماں باپ کو خوف تھا کہ باقی بچے بھی فرمائشیں شروع کردیں گے تو وہ ان کی فرمائشیں کہاں سے پوری کریں گے۔ جب میرا ڈونا کی ضد زیادہ ہی زور پکڑ گئی تو والدین نے علاج بالمثل کرنے کی کوشش کی۔ یعنی جوتا کاری لیکن اس پر یہ بھی بے اثر رہی۔ دو دن کی بھوک ہڑتال کے بعد ماں باپ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوگئے اور ننھے میرا ڈونا سے وعدہ کرلیا گیا۔

"اس بار تنخواہ ملنے پر تمہیں فٹ بال لادیں گے۔"

یہ وعدہ سن کر وہ دوبارہ جی اٹھا تھا۔ اب باپ کو فکر تھی کہ کسی مد میں اخراجات بچائے جائیں تو ایک فٹ بال آسکے۔ کہنے کو تو فٹ بال غربا کا کھیل تھا اور ارجنٹائن کے گلی کوچوں میں کھیلا جاتا تھا۔ امیر غریب سب اس کے دیوانے تھے۔ فٹ بال ویسے بھی جنوبی امریکا کا مقبول ترین کھیل تھا۔ برازیل اس کا دیوتا تھا تو ارجنٹائن، یوراگوئے اور پیرو کی ٹیمیں بھی کم نہیں تھیں۔ صرف عوام ہی نہیں بلکہ حکومتیں بھی اس کھیل کے پیچھے دیوانی تھیں۔ ایک میچ سے شروع ہونے والا تنازع اتنا بڑھا کہ دو ملکوں میں جنگ چھڑ گئی اور ہزاروں افراد جنگ کی نذر ہوگئے تھے لیکن فٹ بال نے صرف جنگ ہی نہیں کرائی تھی بلکہ ایک موقع پر جنگ بندی کرواکے نہ جانے کتنے انسانوں کو موت کا ایندھن بننے سے بچالیا تھا۔ ایسا ایک میچ کے انعقاد کے سلسلے میں ہوا تھا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ان ملکوں کی سیاست، معاشرت اور معاش اس کھیل کے گرد گھومتی ہے۔ وہاں سیاسی جلسوں کی تاریخیں میچوں کی تاریخوں کی مناسبت سے رکھی جاتی ہیں ورنہ جلسے میں کوئی نہیں آتا سب میچ دیکھنے چلے جاتے ہیں۔ یہ صرف مقامی کلب میچوں کا حال ہے۔ اگر معاملہ بین الاقوامی میچوں کا ہو تو ملک میں گویا ہنگامی حالت نظر آنے لگتی ہے سب لوگ، دفتروں، اسکول اور کالجوں سے چھٹی کرکے ٹی وی کے آگے بیٹھے ہوتے ہیں بازار اور گلیاں سنسان اور ویران ہوجاتی ہیں۔ حد یہ کہ ایمرجنسی سے نمٹنے والا عملہ تک غائب ہوتا ہے۔

ایسے ماحول میں ایک بچے کے لیے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ وہ فٹ بال کے سحر میں گرفتار ہوئے بغیر رہ سکے۔ میرا ڈونا پر تو اس کا جادو کچھ زیادہ ہی اثر کرگیا تھا۔ تین چار سال کی عمر میں جب وہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ ہوا بھری بال سے کھیلا کرتا تھا تو اس کی پھرتی قابل دید ہوتی تھی۔ بڑے بھی اس کی مہارت دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے لیکن اس کی بدقسمتی کہ اس کے پاس ایک فٹ بال نہیں تھی۔ وہ ربر کی ہوا بھری گیند یا کپڑوں کا گولا بناکر سلی ہوئی گیند سے کھیلا کرتا تھا جو اس کی ماں اسے بناکر دے دیا کرتی تھی لیکن یہ فٹ بال کا متبادل نہیں تھی۔ ٹھوس، رنگ برنگی اور دلکش فٹ بال جو اس کی دسترس سے اتنی ہی دور تھی جتنا کہ چاند تھا۔

یہ شہر کا وہ علاقہ تھا۔ جو ترقی پذیر ممالک کے شہروں میں عام ملتا ہے۔ کچے پکے گھر، کچی گلیاں، جن میں بہتا غلیظ پانی، ٹین کی چھتوں پر جھولتے، بجلی کے بے ہنگم تار...... گلیوں میں لوٹتے ننگ دھڑنگ بچے اور دروازوں پر بیٹھی گپیں مارتی ان کی مائیں، آوارہ گھومتے لڑکے اور ناکافی کپڑوں میں جوانی سنبھالتی لڑکیاں، یہ غربت کا ایسا نقشہ تھا جو ہر جگہ تھوڑے بہت فرق سے ایک جیسا ہی تھا۔ غربت اور حالات نے لوگوں کو سستی تفریح اختیار کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ شام کو کاموں سے تھکے ہارے مرد بارز کا رخ کرتے تو بچے اور نوجوان فٹ بال لے کر گلیوں میں نکل آتے تھے اور جب تک سورج غروب نہیں ہوجاتا۔ ان کے درمیان بال کی کشمکش جاری رہتی۔ کوئی جیتتا، کوئی ہارتا، زخمی ہوتا، جھگڑے ہوتے، ہاتھا پائی کی نوبت آجاتی، کبھی کبھار کوئی سنگین زخمی ہوجاتا تو سال میں ایک آدھ بار ان جھگڑوں میں کوئی ہلاک بھی ہوجاتا لیکن فٹ بال کی دیوانگی میں کوئی کمی نہیں آتی تھی۔

ارجنٹائن میں فٹ بالر قومی ہیروز تھے اور ان کی

مقبولیت حکمرانوں سے بھی زیادہ تھی۔ لوگ گھروں میں ان کی تصاویر سجاتے تھے۔ ان سے والہانہ محبت رکھتے تھے جو عقیدت کی حد تک جا پہنچی تھی۔ حال یہ تھا کہ کسی ایک میچ میں کسی مقبول کھلاڑی کی ناکامی اس کے کسی پرستار کی جان لینے کا سبب بھی بن جاتی تھی۔ بین الاقوامی میچوں میں جوش و خروش کا یہ عالم ہوتا تھا کہ کامیابی کی خوشی سے مرجاتے تھے تو ناکامی پر خودکشی کرلیا کرتے تھے۔

غالباً قدیم یونان میں کھیل اور کھلاڑیوں کو مقدس مقام حاصل تھا اور فاتح کھلاڑی دیوتا کی حیثیت اختیار کرجاتے تھے۔ اس کا مظاہرہ قدیم اولمپکس میں کثرت سے دیکھنے میں آتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکمران رفتہ رفتہ کھلاڑیوں کو اپنا حریف سمجھنے لگے اور انہوں نے اولمپکس پر پابندی لگادی۔ اس کے بعد اگر کسی کھیل سے کسی قوم کی والہانہ عقیدت دیکھنے میں آئی تو وہ ارجنٹائن میں فٹ بال تھا۔ اسے کھیل سے زیادہ مذہب کی حیثیت حاصل ہے۔ حد یہ کہ فٹ بال سے عقیدے لیے جاتے ہیں اور منتیں مانگی جاتی ہیں۔ یوں تو یورپ والے بھی فٹ بال کے دیوانے ہیں لیکن بہ حیثیت کھیل۔ ویسے بھی اس کا جارحانہ پن یورپ کے مزاج سے ہم آہنگ ہے اور اس کے قواعد و ضوابط بھی یورپ نے ہی بنائے تھے لیکن اس کھیل کے لیے جو والہانہ عقیدت جنوبی امریکا خاص طور سے ارجنٹائن میں دیکھنے میں آتی ہے۔ یورپ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

قدیم یونان کے حکمرانوں نے کھلاڑیوں کو اپنے لیے خطرہ سمجھا تھا لیکن ارجنٹائن کے آمر حکمرانوں نے اپنی سیاسی چالوں سے اسے ایک حربہ بنالیا جس سے قوم کے جذبات کا رخ موڑا جاسکتا تھا۔ یعنی عوام بجائے سیاست اور معاشی مسائل کے صرف فٹ بال پر توجہ دیں۔ گویا یہ افیون کی گولی تھی جو عوام کو عارضی طور پر سارے مسائل بھول جانے پر مجبور کرتی تھی۔ یہ حربہ بے حد کامیاب رہا۔ عوام فٹ بال کے اتنے دیوانے ہوگئے کہ انہیں نہ تو کسی دوسری چیز کی پروا تھی اور نہ ہی اس بات کا ہوش کہ ملک میں کیا ہورہا ہے۔ حکمران ٹولا لوٹ مار کررہا ہے۔ بد امنی پھیلی ہے۔ اقتصادی حالت خراب ہے بے روزگاری عام ہے۔ عام آدمی کو کسی چیز کی اتنی پروا نہیں تھی۔ جتنی کہ فٹ بال اور اس کے میچوں کی، بڑے سے بڑا سانحہ لوگوں پر وہ اثر نہیں ڈالتا تھا جو ایک عام سے میچ میں شکست ڈالتی تھی۔ بین الاقوامی میچ میں شکست سے تو پوری قوم ہی سوگ میں ڈوب جاتی تھی۔ (یہ تقریباً وہی رویہ ہے جو کچھ عرصے پہلے تک وطن عزیز میں کرکٹ کے معاملے میں تھا۔ خدا سٹے بازوں کا برا یا بھلا کرے کہ انہوں نے قوم کو کسی حد تک اس نشے سے آزاد کرادیا ہے۔)

○☆○

باپ نے وعدہ کیا تھا لیکن نہ جانے کیوں ننھے میراڈونا کو دھڑکا لگا تھا کہ شاید باپ اس کی خواہش پوری نہ کرے۔ وہ امید و یاس کی کیفیت میں جاگ رہا تھا اور اس کی نظریں دروازے پر مرکوز تھیں۔ ماں نے کہا۔

"تم سو جاؤ، جب ماریو آئے گا تو میں تمہیں جگادوں گی۔"

"نہیں۔" میراڈونا نے فوراً انکار کردیا "نہیں، فٹ بال لے کر سوؤں گا۔"

ماں بے بسی سے اس ضدی بچے کو دیکھ کر رہ گئی۔ جو اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔ اس نے کھانا تو کھالیا تھا لیکن دو دن سے سویا نہیں تھا اور مسلسل جاگنے سے اس کی حالت خراب ہورہی تھی۔ بیوی جانتی تھی کہ تنخواہ ملتے ہی شوہر سب سے پہلے بار کا رخ کرے گا اور اپنی پسندیدہ شراب دل بھر کے پینے کے بعد اسے گھر اور گھر والوں کی یاد آئے گی نہ جانے اسے میراڈونا کے لیے فٹ بال لانا یاد رہتا بھی ہے یا نہیں، وہ جانتی تھی کہ اگر فٹ بال نہیں آئی تو اسے سنبھالنا مشکل ہوجائے گا۔ وہ دل ہی دل میں دعا کررہی تھی کہ ماریو فٹ بال لے کر ہی آئے۔ وہ اسے پیار سے ماریو ہی کہتی تھی۔ معاً دروازے پر آہٹ ہوئی اور میراڈونا اچھل کر بھاگا اس نے چلا کر کہا تھا "پاپ آگئے۔"

وہ ماں سے پہلے دروازے تک جا پہنچا اور اس نے سوچے سمجھے بغیر دروازہ کھول دیا۔ ماں اسے منع کرتی رہ گئی۔ اسے خوف تھا کہ نہ جانے اس کا شوہر ہے یا ڈاکو، ان دنوں ان کے علاقے میں خوب چوریاں ہورہی تھیں لیکن پھر اپنے شوہر کو دیکھ کر اس نے اطمینان کی سانس لی تھی۔ مزید خوشی اس کے ہاتھ میں موجود فٹ بال دیکھ کر ہوئی۔ میراڈونا تو دیوانہ ہوگیا اس نے جھپٹ کر باپ سے فٹ بال لی اور اسے اچھالتے ہوئے پورے گھر میں گھومنے لگا۔

"شور مت کرو۔" ماں نے ڈانٹا "سب سو رہے ہیں۔"

"اسے خوش ہونے دو۔" ماریو نے کہا۔ خلاف توقع وہ نشے میں نہیں تھا۔ بیوی نے پوچھا۔

"تم بار نہیں گئے ہے؟"

"نہیں۔" وہ نظریں چرا گیا" میں ایک جگہ فٹ بال لینے چلا گیا تھا۔ وہاں اچھی اور سستی فٹ بال ملتی ہیں۔"

لیکن وہ سمجھ چکی تھی کہ اس نے میراڈونا کی فرمائش بلکہ ضد پوری کرنے کے لیے آج اپنی تفریح چھوڑ دی تھی۔ یہ مہینے بھر میں اس کی واحد تفریح ہوتی تھی۔ وہ اتنے غریب تھے کہ اس سے بڑھ کر کچھ سوچ ہی نہیں سکتے تھے۔ بے اختیار بیوی کا دل شوہر کی اس قربانی پر بھر آنے لگا۔ اس نے بچے کی فرمائش پوری کرنے کے لیے مہینے بھر میں اپنی واحد تفریح بھی قربان کردی تھی۔ اس نے محبت سے جھکتے ہوئے شوہر کو بٹھایا اور الماری کے ایک خفیہ خانے میں محفوظ کی گئی سرخ شراب کی بوتل نکال لائی جو خاص مہمانوں کے لیے وہاں پوشیدہ تھی۔

"آؤ۔ ڈونی کی خوشی کا جشن مناتے ہیں۔" اس نے شوہر سے کہا اور اس کے لیے جام بنانے لگی۔

اس رات جب میراڈونا فٹ بال کو سینے سے لگائے سونے کے لیے لیٹا تو صرف وہ ہی نہیں بلکہ اس کے ماں باپ بھی بے حد خوش تھے۔ یہ خوشی بھی کتنی عجیب تھی کہ کسی کو لینے کی خوشی تھی تو کسی کو دینے کی' کسی کو پانے کی خوشی تھی تو۔ کسی کو قربانی کی۔

ننھا میراڈونا اتنا خوش تھا کہ کوئی ہفت اقلیم کی بادشاہت پاکر بھی نہ ہوتا۔ اسے فٹ بال نہیں ایک ساتھی مل گیا تھا۔ جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور کسی کو اس میں شریک کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اسے گوارا نہیں تھا کہ کوئی اس کی عزیز ترین شے کو ٹھوکر لگائے۔ یہ دراصل محبت تھی جو مکمل ملکیت اور حاکمیت کے جذبے سے سرشار تھی۔ میراڈونا بال لے کر گلی میں نکل جاتا اور گھنٹوں خود ہی کھیلتا رہتا۔ وہ بال دیوار پر مارتا۔ جب وہ ٹکرا کر واپس آتی تو اسے نئے زاویے سے ٹھوکر لگاتا پھر نئے انداز سے 'جوتے کی نوک سے' پورے پنجے سے' ایڑی سے' پنڈلی سے' گھٹنے سے اور ران سے' غرض کہ وہ ہر ہر زاویے اور طریقے سے بال کو مارتا پھر وہ بال کو مسلسل گھٹنوں اور جوتے کی نوک کی مدد سے اچھالنے کی مشق کرتا۔ شروع شروع میں تو ایک کے بعد دوسری ٹھوکر میں بال زمین پر جاگرتی لیکن رفتہ رفتہ اس کے انداز میں مہارت آتی گئی۔ دس بار' بیس بار' پچاس بار' سو بار' حتیٰ کہ ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایک ایک گھنٹے بال کو مسلسل اچھالتا رہتا اور اسے ایک بار بھی زمین پر گرنے نہیں دیتا تھا۔ ایک نو دس سالہ لڑکے کی یہ مہارت دیکھ کر... اس سے کہیں بڑی عمر کے لڑکے رشک کیا کرتے تھے۔ صرف پیروں سے ہی نہیں بلکہ وہ ہیڈ مار کر بھی خاصی دیر تک گیند کو ہوا میں اچھالتا رہتا تھا۔

اس کے ہم عمر بچے حسرت سے اسے فٹ بال سے کھیلتے دیکھا کرتے تھے۔ وہ اس کے قریب نہیں آتے تھے کیونکہ غلطی سے بھی کوئی اس کی بال چھولیتا تو وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہوجاتا تھا۔ میراڈونا بچپن سے جارح مزاج اور جھگڑالو طبیعت کا تھا۔ کسی بھی معمولی بات پر اس کا غصہ ابھر آتا اور وہ عمر میں خود سے بڑے لڑکوں سے بھی الجھ جاتا تھا۔ شاید اسی وجہ سے اسے فٹ بال پسند تھی... کہ اس کھیل میں ایک طرح کی جارحیت اور وحشت ہوتی ہے۔ بالکل جنگ کی طرح۔ اپنے مخالف کو آخری حد تک دباتے چلے جاؤ۔

یوں تو ان کے علاقے میں متعدد ٹیمیں تھیں لیکن اچھی ٹیموں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی پھر سہولیات بھی میسر نہیں تھیں۔ چند ایک میدان تھے۔ گندے اور ناہموار' اور کھیلنے والے بے شمار تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ ایک ہی میدان میں بیک وقت کئی ٹیمیں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوتی تھیں اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کون کس کے خلاف کھیل رہا ہے اور فلاں گیند کن دو ٹیموں کے درمیان تختہ مشق بنی ہوئی ہے۔ کبھی کبھی یوں بھی ہوتا تھا کہ کھلاڑی غلط گول میں گیند پھینک آتے تھے اور پھر جھگڑا شروع ہوجاتا۔ میدان پر اکثر بڑے لڑکوں کا قبضہ ہوتا تھا اور بچے بے چارے اپنے گھر کے آگے کھیلنے پر مجبور تھے۔ ان میں میراڈونا بھی شامل تھا۔

ایک روز وہ اپنے گھر کے آگے مشق میں مصروف تھا کہ وہاں سے مقامی کلب کے کوچ کا گزر ہوا۔ ان صاحب کا نام تاریخ میں محفوظ نہیں ہے لیکن وہ پہلا فرد تھا جس نے میراڈونا کی صلاحیتوں کو بھانپا۔ اسے حیرت تھی کہ یہ ننھا سا لڑکا کس چابک دستی اور مہارت سے گیند کو پیروں' گھٹنوں' رانوں اور سر پر نچا رہا تھا پھر میراڈونا نے ایسا کرتب دکھایا کہ کوچ دم بہ خود رہ گیا۔ اس نے بال توازن سے اپنے پیر پر رکھی۔ اچانک اسے سر کے اوپر اچھالا اور گھوم کر گیند کو زمین پر گرنے سے پہلے ٹھوکر مار کر دیوار کی طرف اچھال دیا۔ جہاں اس نے کوئلے سے گول بنا رکھا تھا۔ اس قسم کی کک کوچ نے کبھی سوچی بھی نہیں تھی۔

"تم ایسا کیسے کرلیتے ہو؟" اس نے میراڈونا سے پوچھا۔

"ایسے۔" اس نے شرارت سے کہا اور گیند کو اسی انداز میں اپنے پیر پر رکھا پھر اچھالا اور گھوم کر ٹھوکر لگادی۔

"تم میری ٹیم کی طرف سے کھیلو گے؟" کوچ نے فوراً اسے پیشکش کردی۔

میراڈونا تیار ہوگیا مگر اس نے فوراً واضح کردیا۔" میں اپنی بال نہیں دوں گا۔"

"ہمیں تمہاری بال نہیں چاہیے۔ بلکہ تم ہمارے ساتھ کھیلو گے تو ہم تمہیں اس سے بھی اچھی فٹ بال دیں گے۔"

"اس سے بھی اچھی۔" وہ سوچ میں پڑ گیا پھر اس نے اپنی فٹ بال کی طرف دیکھا۔ جواب پرانی ہو چکی تھی۔ اس کی چمک دمک اور رنگ اتر چکا تھا۔ بلکہ اب وہ صرف کھردرے چمڑے کی رہ گئی تھی۔ اس کے اندر کے ربر بلیڈر پر اتنے پنکچر لگ چکے تھے کہ اب اس پر مزید پنکچر لگانے کی گنجائش نہیں رہی تھی۔ اضافی ٹکڑوں سے فٹ بال بھاری اور غیر متناسب ہو گئی تھی۔ مجبوری یہ تھی کہ وہ باپ سے نئی بال کا مطالبہ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جواب میں انکار سننے کو ملے گا۔ لہٰذا اس نے اس نامعلوم کوچ کی پیشکش قبول کرلی۔

اگلے روز کوچ اسے بستی سے باہر فٹ بال کے میدان تک لے گیا۔ جس کے چاروں طرف لکڑی کی بینچیں لگا کر اسے کسی حد تک اسٹیڈیم کی شکل دے دی گئی تھی۔ یہ واحد میدان تھا۔ جہاں ایک وقت میں صرف دو ٹیمیں کھیلا کرتی تھیں۔ کوچ نے ننھے میرا ڈونا کا ٹیم کے کھلاڑیوں سے تعارف کرایا تو سب ہی مسکرانے لگے۔ وہ سب نوجوان اور لمبے تڑنگے تھے' ان کے مقابلے میں میرا ڈونا صرف دس سال کا اور بے حد مختصر قامت کا بچہ تھا۔ جو کسی طرح ان کے ساتھ کھیلنے کے قابل نہیں لگتا تھا۔ "ننھے میاں" ایک لڑکے نے اس کا مذاق اڑایا "تم یہاں کہاں آگئے۔ یہاں تو تم ہمارے پیروں تلے آجاؤ گے۔"

"اگر میں نے فٹ بال کے بجائے تمہیں ٹھوکر ماردی تو برا ہوگا۔" دوسرا بولا۔

"شٹ اپ۔" کوچ نے انہیں ڈانٹا۔" کھیل میں صلاحیت دیکھی جاتی ہے چھوٹا بڑا نہیں۔"

اس روز کوئی میچ نہیں تھا اس لیے لڑکے پریکٹس کر رہے تھے۔ کوچ نے ان کے دو گروپ بنا دیئے۔ ایک کو حملہ کرنا تھا اور دوسرے کو دفاع' میرا ڈونا کو حملہ آور گروپ میں رکھا گیا تھا۔ کوچ نے بجا طور پر اندازہ لگایا تھا کہ چھوٹی قامت کا میرا ڈونا دفاع سے زیادہ حملے کے لیے مفید ہوگا۔ اس کا پھرتیلا پن اور اس کے دبلے جسم کی وجہ سے دفاعی کھلاڑیوں کے لیے اسے روکنا مشکل ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ جیسے ہی بال اس کے پاس آتی وہ تیزی سے دفاع کو چیرتا گول تک جا پہنچتا۔ اسے قطعی پروا نہیں تھی کہ اس کا مقابلہ خود سے کہیں بڑے لڑکوں سے تھا۔ جو اسے چوٹ بھی دے سکتے تھے اور ایسا ہوا بھی۔ کئی بار دھکا کھا کر یا ٹھوکروں سے وہ نیچے گرا لیکن اس کے لیے یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی اس نے خندہ پیشانی سے چوٹیں برداشت کیں اور سب کو اپنے کھیل سے متاثر کیا تھا۔

"یہ لڑکا پیدائشی فٹ بالر ہے۔" کوچ نے فیصلہ سنایا تھا۔ درجن بھر آزمائشی حملوں میں کم از کم پانچ اکیلے میرا ڈونا کی کاوش تھے اور اس نے دو بار گیند گول میں پھینک دی تھی اس کے بعد دفاعی کھلاڑی اس کی طرف متوجہ ہو گئے تو اس نے یہ چالا کی کہ اچانک بال دوسرے فارورڈز کے حوالے کردی۔ اس روز کی مشق میں دفاعی کھلاڑی ناکام رہے تھے اور اس کا سبب میرا ڈونا تھا۔ کوچ حیران تھا کہ اب تک یہ لڑکا کسی کی نظر میں کیوں نہیں آیا تھا۔ اگرچہ اس کے کھیل میں کئی خامیاں تھیں اس کے باوجود وہ حیران کن فٹ بالر تھا جس کی صلاحیتیں اس کم عمری میں بھی نمایاں تھیں۔ اس نے پیش گوئی کی تھی۔

میرا ڈونا صرف اس شہر کا نہیں۔ اس ملک کا نہیں بلکہ پوری دنیا کا عظیم ترین فٹ بالر بنے گا۔ یہ دوسرا پیلے ہوگا۔"

ان دنوں فٹ بال کے کھیل پر برازیل کی حکمرانی تھی۔ لگا تار دو بار ورلڈ کپ جیت کر اس نے یورپ پر اپنی دھاک بٹھا دی تھی اور اس کی بہترین ٹیمیں برازیل سے خوف زدہ تھیں۔ ان کی کوشش تھی کہ کسی طرح برازیل سے اس کی یہ حیثیت چھین لیں لیکن پیلے کی موجودگی میں یہ تقریباً ناممکن تھا۔ اس کی عظمت کے لیے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ وہ اس ٹیم کا کھلاڑی تھا جس نے تین بار ورلڈ کپ جیتا۔ ان دنوں پیلے اپنے کیریئر کے عروج پر تھا۔ فٹ بال سے ذرا سی واقفیت رکھنے والا شخص پیلے کے سحر میں گرفتار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ جس نے فٹ بال کے کھیل کو آرٹ بنا دیا تھا اور جس کی مہارت بے مثل تھی۔ پیلے عظیم اسپورٹس مین ہی نہیں بلکہ بے حد شائستہ اور دھیمے مزاج کا انسان بھی تھا۔ اس کی شخصیت اتنی ہی پرکشش تھی جتنا کہ اس کا کھیل اس معاملے میں اس کی مثال محمد علی کلے' سر ڈان بریڈ مین اور جہانگیر خان کی سی ہے۔

ایک نو عمر لڑکے کے لیے یہ ضرورت سے زیادہ ہی بڑا اعزاز تھا۔ اس وقت فٹ بال کی دنیا میں پیلے کے علاوہ بھی کئی عظیم فٹ بالر تھے۔ ان میں ارجنٹائن کا پاریلا تھا۔ فرانس کا مشل پلاٹینی اور کرائمجک شامل تھے۔ نوجوان اور باصلاحیت فٹ بالروں کی ایک پوری کھیپ تھی جنہوں نے اپنے کھیل سے ایک دنیا کو دیوانہ کر رکھا تھا لیکن کسی کو پیلے سے تشبیہ نہیں دی جاتی تھی۔ لہٰذا کوچ کا میرا ڈونا کو مستقبل کا پیلے کہنا

اس کے ساتھیوں کے لیے ناقابلِ یقین تھا۔ انہوں نے اسے کوچ کی مبالغہ آرائی قرار دیا تھا لیکن کسے معلوم تھا کہ اس کوچ کے یہ الفاظ درست ثابت ہوں گے۔ جس کا آج کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ میراڈونا شخصیت کے لحاظ سے نہ سہی لیکن کھیل میں پیلے کا جانشین ضرور ثابت ہوا علاقے کی حد تک میراڈونا جلد ایک اچھے فٹ بالر کی حیثیت سے مشہور ہو گیا تھا لیکن ابھی اسے شہر میں کلب ٹیموں میں خود کو منوانا تھا آگے کا مرحلہ تو اور بھی دشوار گزار تھا۔ ارجنٹائن کی قومی لیگ کا شمار دنیا کے دشوار ترین مقامی فٹ بال لیگ میں ہوتا ہے۔

ارجنٹائن بھر سے متعدد باصلاحیت کھلاڑی مختلف کلبوں کے تحت قومی لیگ میں حصہ لیتے ہیں۔ فٹ بال کا معیار تقریباً بین الاقوامی معیار جیسا ہوتا ہے۔ ایسے میں کسی کھلاڑی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو منوانا ایک مشکل سے کم نہیں ہوتا۔ میراڈونا تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ کھیل کے اعتبار سے اس کی ترقی ناقابلِ یقین تھی۔ کسی خاص کوچنگ کے بغیر ہی وہ سب کو حیرت زدہ کر رہا تھا۔ اس کی مثال جنگل میں اگنے والے شاندار پھول کی سی تھی۔ جسے کسی مالی کے ہاتھ نے نہیں چھوا تھا۔

بارہ سال کی عمر میں وہ دوسرے درجے کے ایک کلب کی طرف سے کھیل رہا تھا۔ یہاں پہلی بار اسے صحیح معنوں میں تکنیکی فٹ بال کھیلنے کا موقع ملا تھا۔ ٹیم کے دوسرے کھلاڑیوں کے ساتھ مل کر کس طرح منصوبے کے تحت مخالف گول پر حملہ کیا جاتا ہے۔ دفاعی لائنوں میں کیسے شگاف ڈالا جاتا ہے۔ کھیل کی رفتار تیز اور کم کرنے کے طریقے سکھائے گئے، آدمی سے آدمی کا کھیل بتایا گیا۔ یہ اس وقت کھیلا جاتا ہے جب دونوں ٹیمیں ہم پلہ ہوں تو دونوں کا ایک ایک آدمی دوسرے کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ کھیل میں دفاع کی یہ منظم شکل ہے لیکن تماشائیوں کے نقطہ نظر سے بے حد بور کیوں کہ اس میں کھلاڑی کھیل کے بجائے ایک دوسرے پر توجہ دیتے ہیں۔ جارحیت مفقود ہو جاتی ہے اور فٹ بال رسا کشی بن کر رہ جاتا ہے۔

جنوبی امریکا میں فٹ بال کا ابتدائی تربیتی معیار اچھا نہ ہونے کے باعث کھلاڑیوں میں فاؤل کرنے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ میراڈونا کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا۔ کوچ کے لیے یہ مشکل ہو رہا تھا کہ اس کی عادات پر قابو پائے۔ ویسے بھی وہ تیز طبیعت کا اور کھردری شخصیت کا لڑکا تھا۔ جیسا کہ اس کا پس منظر تھا۔ غربت آلود اور تعلیم و تہذیب سے کم آشنا۔ جہاں بچوں کی شخصیت خودرو۔۔۔۔۔۔۔ پودوں کی طرح ہوتی ہے۔ سخت جان لیکن خوب صورتی اور تراش خراش سے محروم یہ چیز ساری عمر اس کے لیے مسئلہ بنی رہی اس وقت بھی جب اس کا شمار دنیا کے امیر ترین فٹ بالر میں ہونے لگا تھا لیکن اس کے اطوار اس کچی بستی کے نوعمر میراڈونا سے مختلف نہیں تھے۔

ایک روز کوچ نے اسے پکڑ لیا اور اپنے ساتھ ڈنر پر لے گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میراڈونا سے فٹ بال کے ماحول سے ہٹ کر بات کرے۔ اس طرح ممکن تھا کہ وہ شاید سمجھ جاتا۔ میراڈونا کے لیے یہ پہلا موقع تھا جب وہ کسی معقول قسم کے ریسٹورنٹ میں آیا تھا۔ اس نے مچھلی اور اسپاگیٹی کی فرمائش کی۔ ویٹر اس آرڈر پر مسکرایا تھا لیکن اسے قطعی پروا نہیں تھی۔ کوچ یہ سب دیکھ رہا تھا لیکن اس نے بہتر سمجھا کہ خود کو فٹ بال تک محدود رکھے اور باقی شعبے وقت پر چھوڑ دے۔۔۔جو خود سب سے بڑا استاد ہے۔ کھانے کے بعد کوچ نے اسے سمجھایا۔

"فٹ بال میں فاؤل کی اپنی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ زیادہ ضروری یہ ہے کہ ایک کھلاڑی کو جاننا چاہیے کہ کب اسے فاؤل کرنا ہے اور کب اس سے گریز کرنا چاہیے۔ ایک فاؤل پر ریفری اگر سینٹرلائن پر صرف یلو کارڈ دکھانے پر اکتفا کرتا ہے تو اس فاؤل پر ڈی میں ریڈ کارڈ دکھائے گا اور پینلٹی بھی دے دے گا۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ فاؤل کرنا چاہیے لیکن موقع اور جگہ دیکھ کر۔" میراڈونا نے کوک پیتے ہوئے کہا کیوں کہ ابھی اس کی عمر شراب پینے کی نہیں تھی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ بنت انگور کے ذائقے سے ناآشنا تھا۔

"فاؤل کرنا چاہیے۔" کوچ نے تصحیح کی "لیکن یہ سوچ کر کہ اس کی کیا قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ بعض اوقات فاؤل کی معمولی سی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے لیکن میچ میں کبھی ایسے مواقع بھی آتے ہیں جب فاؤل لینے کی ہر قیمت سستی ہوتی ہے اصل اہمیت جیت کی ہے۔ میرا خیال ہے تم میری بات سمجھ گئے ہو گے۔"

O☆O

رات کی تاریکی میں چار لڑکوں کا یہ گروپ دیوار پھاند کر جنک یارڈ میں داخل ہوا۔ جہاں ٹوٹی پھوٹی کاروں اور مشینریوں کا ڈھیر موجود تھا۔ ان میں میراڈونا کے علاوہ اس کے تین دوست تھے جن کی عمریں تیرہ سے سولہ سال کے درمیان تھیں۔ یہ سب غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے اور زندگی کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں حاصل کرنے کے لیے چھوٹی چھوٹی

کھانسی، نزلہ، زکام

کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

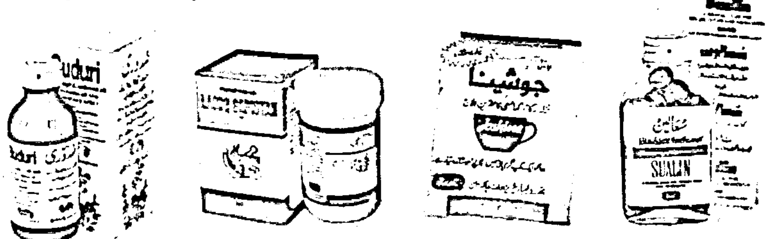

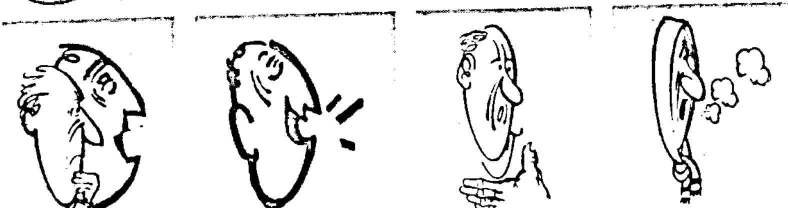

صُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ صُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً صُعالین لیجیے۔ صُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

نزلہ، زکام، فلُو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صُدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

صُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری — ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ [illegible]
شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں [illegible] کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Delta Dot

Adarts-SJLS-1/2001

چوریاں کرتے تھے۔ کبھی کسی کا ٹی وی انٹینا چرالیا۔ کبھی کسی کی کار کے وہیل کیپ اتار لیے یا اس قسم کے جنک یارڈز میں گھس کر پرزے اور اسکریپ چرالیے جاتے تھے۔ جن کے بدلے انہیں چند پیسے مل جاتے تھے۔ اس رقم سے وہ گھٹیا قسم کی بیئر پی لیتے تھے۔ سگریٹ اور سینما کا خرچ نکل آتا تھا۔ ان کا سرغنہ سولہ سالہ جمی تھا۔ ایک بار اس نے ایک کار سے ٹیپ چرا کر بیچا تھا اور اس سے جو رقم ملی تھی اس کی مدد سے وہ طوائف کے گھر ہو آیا تھا۔ وہ اکثر اپنے اس کارنامے کو فخریہ انداز میں بیان کرتا تھا۔ جمی مقامی فٹ بال ٹیم کا کھلاڑی بھی تھا اور میرا ڈونا سے اس کی واقفیت یہیں سے شروع ہوئی تھی۔

برائی میں ترغیب ہوتی ہے۔ خاصی مدافعت کے بعد میراڈونا نے ہتھیار ڈال دیئے اور جمی کی بات مان لی۔ دراصل اسے نئے جوتوں کی ضرورت تھی اس کے پرانے جوتے بالکل جواب دے گئے تھے۔ باپ سے وہ رقم مانگ نہیں سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رقم نہیں ملے گی۔ جمی کو معلوم ہوا تو اس نے کہا۔ "تمہیں جوتے چاہئیں نا۔ بس ایک بار ہمارے ساتھ چل۔ جوتے تو کیا اور بھی بہت کچھ مل جائے گا۔"

"یعنی چوری کروں۔" اس نے سوچا "اور اگر پکڑے گئے؟"

یہ سوال لرزا دینے والا تھا۔ ان دنوں ارجنٹائن پولیس اسٹیٹ بنا ہوا تھا۔ اپنے مخالفوں سے نمٹنے کے لیے حکومت نے پولیس کو بے پناہ اختیارات دیئے تھے اور انہوں نے اس سے مکمل کر فائدہ اٹھایا تھا۔ ملک میں بدامنی اور جرائم میں بے پناہ اضافہ ہوگیا تھا۔ چوری، ڈاکے، قتل، ریپ اور اسی قسم کے جرائم میں سرعت آگئی تھی کیونکہ پولیس جرائم کی بیخ کنی کے بجائے حکومت کے سیاسی مخالفوں کو گرفتار کرکے انہیں ٹارچر سیلوں میں پہنچانے میں مصروف تھی۔ روزانہ ہزاروں افراد گرفتار ہو رہے تھے اور ان میں سے بہت ساروں کا بعد میں کچھ پتا نہیں چلا۔ جو فرد ایک بار گرفتار ہوجاتا۔ اس کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی تھی۔ چاہے وہ کوئی معمولی سے جرم میں گرفتار ہوا ہو۔ پولیس اختیارات کے نشے میں اتنی بدمست تھی کہ اسے گناہ گار اور بے گناہ کی تمیز بھی نہیں رہی تھی۔ گرفتار شدگان میں دس سال کے بچے بھی شامل تھے۔ جو پولیس کے بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنتے تھے۔

میراڈونا کے محلے سے پولیس ایک بارہ سالہ لڑکے کو پیٹرول بم بنانے کے الزام میں پکڑ کے لے گئی تھی اور انہوں نے اسے اتنا مارا کہ اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں اور وہ تمام عمر کے لیے معذور ہوگیا تھا۔ بجائے اس کے کہ پولیس کا محاسبہ ہوتا الٹا لڑکے کے گھر والوں کو دھمکیاں ملنے لگیں کہ وہ خاموش رہیں اور اس کی شکایت نہ کریں ورنہ پولیس باقی گھر والوں کو بھی گرفتار کرکے لے جائے گی۔ وہ بے چارے اس ظلم کے باوجود خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ فریاد کرتے بھی تو کس سے کرتے۔ میراڈونا کو یہ سب یاد آرہا تھا اور وہ جمی کا ساتھ دیتے ہوئے ہچکچا رہا تھا لیکن دوسری طرف جوتوں کی ضرورت تھی جن کے بغیر اس کے لیے فٹ بال کھیلنا ممکن نہیں تھا۔

"خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔" جمی نے اسے اکسایا۔ "ایک چوکیدار ہے جو شام کو ہی شراب کے نشے میں دھت ہو کر پڑ جاتا ہے... تو صبح ہی اٹھتا ہے۔ ہم پہلے بھی بہت دفعہ وہاں چوری کرچکے ہیں۔"

میراڈونا کا تذبذب دور ہوگیا "میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

کیونکہ وہ ابھی تیرہ سال کا تھا اس لیے ماں باپ سے اجازت لیے بغیر گھر سے باہر نہیں جاسکتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ رات گئے اسے باہر جانے کی اجازت نہیں ملے گی۔ لہٰذا دس بجے جب سب گھر والے ٹی وی پر ایک فلم دیکھ رہے تھے تو وہ خاموشی سے باہر نکل آیا۔ مخصوص جگہ جمی اور باقی دو لڑکے اس کی راہ دیکھ رہے تھے۔ جمی نے سگریٹ سلگا رکھی تھی جس سے ناگوار بو اٹھ رہی تھی۔ میراڈونا نے تجسس سے پوچھ لیا۔ "سگریٹ میں کیا ہے؟"

"پی کر دیکھ لو۔" جمی نے سگریٹ اس کے ہونٹوں سے لگا دی۔ اس نے کش اندر کھینچا اور پھر اسے کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔ وہ کھانستے کھانستے بے حال ہوگیا۔ جب کہ جمی اور اس کے ساتھیوں کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔ جمی نے خود پر قابو پایا۔

"اب پتا چل گیا کہ سگریٹ میں کیا ہے۔ ویسے اسے حشیش کہتے ہیں۔"

کھانسی کم ہونے کے ساتھ میراڈونا کو ہلکے سے سرور کا احساس ہوا جیسے اس نے ہلکی شراب کا ایک پیگ لے لیا ہو اب اسے بدبو کا احساس بھی نہیں تھا۔ اس سے پہلے بھی اس نے کئی بار سگریٹ پی تھی لیکن ایسے سرور کا احساس اسے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس نے جمی سے ایک اور کش کی خواہش ظاہر کی۔ وہ ہنسا "ایک ہی کش میں تمہاری حالت بری ہوگئی تھی۔ دوسرے میں تم یہیں لیٹ جاؤ گے۔ ابھی تم

بچے ہو اور یہ بڑوں کی چیز ہے۔"

"میں بچہ نہیں ہوں۔" اس نے غصے سے کہا "میں ابھی یہ پوری سگریٹ پی کر دکھا سکتا ہوں۔"

لیکن اس کے ساتھیوں نے چیلنج قبول نہیں کیا۔ وہ جو کام کرنے جا رہے تھے اس میں ہوش و حواس بجا ہونا ضروری تھے۔ ذرا سی غلطی انہیں پکڑوا سکتی تھی اور پھر ان کا جو حشر ہوتا اس سے جمی اور اس کے دو ساتھی واقف تھے لیکن میرا ڈونا بے خبر تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی کئی بار چوری کرتے ہوئے پکڑے جا چکے تھے لیکن پکڑنے والوں نے ہمیشہ ان کی خود ہی مناسب گوشمالی کے بعد انہیں رہا کر دیا تھا اور حوالہ پولیس نہیں کیا ورنہ وہ اب تک مستند مجرم بن چکے ہوتے اور پولیس کی رہنمائی میں مسلح ڈکیتیاں کر رہے ہوتے۔ پورے ارجنٹائن اور خاص طور سے بیونس آئرس میں اس قسم کے بے شمار گروہ سرگرم عمل تھے۔ جنہیں پولیس کا تعاون اور حمایت حاصل تھی۔ اس کے بدلے وہ حاصل ہونے والی رقم کا بیشتر حصہ ہڑپ کر جاتے تھے۔ جو بھی لڑکا ایک بار گرفتار ہو کر پولیس کے قبضے میں آجاتا تھا اسے یہ مجرم بنا کر چھوڑتے تھے وہ ان ننھے مجرموں سے رقم بھی کماتے تھے اور جب اوپر سے زیادہ ہی دباؤ پڑتا تو جعلی مقابلوں میں انہیں ہلاک کر کے عوام اور پریس کے آگے سرخرو ہو جاتے۔ یہ ننھے مجرم اتنے سفاک اور بے رحم تھے کہ بلا دریغ لوگوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ انہوں نے کسی کو لوٹا اور پھر اسے گولی بھی مار کر بھاگ جاتے۔ عوام ان ننھے مجرموں سے عاجز تھے۔ آئے دن اخبارات میں ان کے کارنامے چھپتے تھے اور مارے جانے والے بچوں کی لاشیں دکھائی جاتی تھیں مسلسل جرائم سے تنگ آکر لوگوں نے ہتھیار حاصل کر لیے تھے اور اپنی حفاظت خود کرنے پر کمربستہ ہو گئے تھے۔

رات گیارہ بجے انہوں نے جنک یارڈ کی دیوار ایک جگہ سے پھلانگی جہاں سے خاردار تار ٹوٹ چکے تھے یا توڑ دیئے گئے تھے۔ اندر تاریکی تھی اور جا بہ جا ملبا بکھرا ہوا تھا۔ چوکیدار ان کے درمیان ہی کہیں موجود تھا۔ جمی نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی میں وہاں کوئی کام کی چیز تلاش کرنے لگا مگر وہاں سوائے زنگ آلود لوہے کے کچھ نہیں تھا جس کی قیمت اتنی کم ملتی تھی کہ اسے نہ لے جانا ہی بہتر تھا۔

"اچھے پرزے اندر شیڈ میں ملیں گے۔" اس نے سرگوشی میں ساتھیوں سے کہا۔

"لیکن وہ جگہ تو اندر ہے، پھنس گئے تو بھاگنے کا راستہ بھی نہیں ملے گا۔" ایک ساتھی گھبرا کر بولا۔

"خطرہ تو مول لینا پڑے گا۔" جمی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "اب خالی ہاتھ تو واپس نہیں جا سکتے۔"

جمی جس انداز سے ٹارچ لہرا رہا تھا۔ میرا ڈونا کا ڈر کے مارے برا حال تھا۔ کسی کی نظر اس روشنی پر پڑ گئی تو ان کی خیر نہیں تھی۔ باقی سب تو بھاگ جاتے وہ ضرور پکڑا جاتا کیونکہ اسے تو یہ علم نہیں تھا کہ اس کباڑ خانے میں بھاگنے کا راستہ کدھر ہے۔ جمی سب سے آگے تھا۔ معاً اس نے ٹارچ بجھا دی "اب بالکل خاموشی سے چلو۔ وہ خبیث یہیں ہے۔" اس نے سرگوشی میں کہا۔ خبیث سے مراد یقیناً چوکیدار تھا۔ اندھیرے میں وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے پھر نہ جانے کسی کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا۔ کوئی چیز شور مچاتی نیچے گری۔ شور تو معمولی سا تھا لیکن سناٹے میں بم کی طرح گونجا ابھی شور بھی نہیں تھما تھا کہ چوکیدار کی للکارتی آواز آئی۔

"کون ہے۔ خبردار گولی مار دوں گا۔"

اس نے صرف دھمکی ہی نہیں دی بلکہ گولی بھی چلا دی تھی۔ میرا ڈونا کو یوں لگا کہ اس کے سر کے پاس سے کوئی چیز سنسناتی ہوئی نکل گئی تھی۔ وہ بدحواسی میں پلٹا تو کسی اور شے سے ٹکرایا۔ اس کے ساتھی بھی بھاگنے کی کوشش میں تاریکی میں کباڑ سے ٹکراتے پھر رہے تھے۔ بھاگتے ہوئے کوئی چیز میرا ڈونا کے پیر میں لگی اور اس کی چیخ نکل گئی عقب سے چوکیدار کی گالیاں اور دھمکیاں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ یہی نہیں اس نے مزید فائر بھی کیے تھے اور میرا ڈونا کو ہر لمحے یوں لگ رہا تھا کہ ابھی عقب سے کوئی گولی آکر اسے لگے گی۔ فرار کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تاریکی ثابت ہوئی تھی۔ اسے قطعی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کہاں تھا اور اسے کس طرف جانا چاہیے تھا۔ اس کی یہ مشکل چوکیدار نے خود آسان کر دی۔ اس نے طاقت ور سرچ لائٹ جلا دی جو جنک یارڈ کے وسط میں ایک بلند پول پر نصب تھی۔ اس کی روشنی میں پورا جنک یارڈ صاف نظر آنے لگا تھا۔ راستہ نظر آتے ہی میرا ڈونا گولی کی طرح دیوار کی طرف بھاگا۔ اس کے ساتھی نہ جانے کہاں تھے۔ غالباً وہ پہلے ہی بھاگ چکے تھے۔

دیوار کے پاس پہنچتے ہی اس نے چھلانگ لگائی اور دیوار سے لٹک گیا پھر اس نے زور لگا کر خود کو اوپر اٹھایا۔ اس لمحے چوکیدار نے اسے دیکھ لیا۔ گالی کے ساتھ اس نے گولی بھی ارسال کی تھی لیکن ایک بار پھر میرا ڈونا کی قسمت آڑے آئی اور وہ بچ نکلا۔ اگلے ہی لمحے وہ دیوار کی دوسری طرف کود چکا تھا اور پھر جو وہ بھاگا تو پیر کے زخم کے باوجود وہ گھر آنے سے

پہلے کہیں نہیں رکا تھا۔ گھر والے بدستور ٹی وی پر فلم دیکھ رہے تھے اور انہوں نے اس کی غیر موجودگی کو محسوس ہی نہیں کیا تھا۔ اس نے باتھ روم میں گھس کر اپنے زخم کا معائنہ کیا۔ کسی نکیلی چیز نے پنڈلی پر چار انچ لمبا زخم لگایا تھا۔ جس سے اب تک خون رس رہا تھا لیکن غنیمت تھا کہ بات صرف زخم پر ٹل گئی ورنہ وہ مارا بھی جا سکتا تھا اور پکڑا بھی جا سکتا تھا دوسری صورت میں اس کا کیریئر تو تباہ ہو ہی جاتا۔ پہلے اسے نئے جوتے اتنے اہم لگ رہے تھے کہ وہ ان کے لیے چوری کرنے کو تیار ہو گیا تھا لیکن اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے جوتوں جیسی چیز کے لیے اپنے بیش قیمت کیریئر بلکہ زندگی کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ جو بات کوچ اسے تمام تر کوشش کے باوجود نہیں سمجھا پایا تھا۔ اس رات اس نے اچھی طرح جان لی اور تمام عمر فاؤل کرنے سے پہلے وہ اس بات کا جائزہ لیتا رہا کہ اسے اس کی کیا قیمت ادا کرنا پڑے گی۔

○☆○

تقریباً چالیس ہزار کے مجمع کے سامنے میراڈونا میدان میں اترا تو اسے یوں لگا جیسے تمام نگاہیں اس پر مرکوز ہیں یہ حقیقت بھی تھی۔ زیادہ تر لوگ اسی چھوٹی قامت کے پھرتیلے فارورڈ کو دیکھنے آئے تھے جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ فٹ بال میں جادوگری دکھاتا ہے۔ اس کے ناقابل یقین حملے مخالف ٹیم کے دفاع کو پاش پاش کر دیتے تھے۔ گیند اس کے لیے ایک کھلونا تھی۔ وہ اس سے جیسے چاہے کھیلتا اور جس طرح چاہتا دوسروں کو کھلاتا۔ انفرادی حملوں میں وہ بے مثال تھا تو اس کا ٹیم ورک اور بروقت پاسز بھی قابل دید تھے ان سب باتوں نے میراڈونا کو ایک خطرناک ترین سینٹر فارورڈ کے طور پر پیش کیا تھا۔

قومی لیگ کے اپنے اولین میچ میں اس نے سب کو خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مخالف ٹیم اس کے حملوں اور شاندار کھیل کے سامنے بے بس دکھائی دی تھی۔ اس نے ذاتی طور پر دو گول کیے اور ایک گول صرف اس کی کوشش سے ممکن ہوا تھا۔ جب اس نے ایک بے حد مشکل زاویے سے اپنے کھلاڑی کو گول کے بالکل سامنے پاس دیا تھا اور اس نے گویا حلوا گول کر دیا۔ اسے اس سال کا بہترین پاس قرار دیا گیا تھا۔ حالانکہ یہ میراڈونا کی کارکردگی کا نقطہ آغاز تھا۔ اس میچ سے پہلے وہ صرف ایک علاقے میں جانا پہچانا جاتا تھا لیکن اس میچ کے بعد وہ پورے ملک میں معروف ہو گیا تھا۔

پیشہ ورانہ سطح تک پہنچ جانے کے باوجود میراڈونا اب تک وہی کچی آبادی کا غریب لڑکا تھا۔ اس نے دولت کی دہلیز پر قدم ضرور رکھ دیا تھا لیکن ابھی اپنے حصے کی دولت حاصل کرنا باقی تھا۔ اس کا کھیل سب کی نظر میں تھا لیکن سب سے بڑی رکاوٹ اس کی عمر تھی جو ابھی اٹھارہ سال نہیں ہوئی تھی اور اسی وجہ سے کوئی بھی پیشہ ور کلب اس سے معاہدہ کرنے سے ہچکچا رہا تھا۔ کم عمری کے باعث اس پر قوانین لاگو نہیں ہوتے تھے اور اگر وہ ان کی خلاف ورزی کر جاتا تو کلب سوائے اپنے نقصان پر صبر کرنے کے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ ارجنٹائن میں فٹ بال سے جنون کی حد تک دلچسپی رکھنے کے باوجود اس میں یورپی ٹیموں کا سا نظم و ضبط نہیں ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں تمام امور پر گہری گرفت رکھی ہے۔ وہاں اگر کوئی نابالغ فٹ بالر پیشہ ور لیگ کھیلتا ہے تو اس سے معاہدہ ممکن ہے یہ معاہدہ اس کے منیجر سے کیا جاتا ہے۔ جو فٹ بالر کی طرف سے ہر قسم کی ضمانت دیتا ہے اور اس سے معاہدے کی پابندی کراتا ہے۔ اس کے برعکس ارجنٹائن میں ایسا کوئی نظام نہیں تھا۔ بلکہ شاید اب بھی نہیں ہے کہ کوئی نو عمر فٹ بالر اپنے منیجر کی نگرانی میں پیشہ ورانہ سطح کی فٹ بال کھیلے۔

اس کی بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ ارجنٹائن میں فٹ بال قوانین منظم نہیں ہیں لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ فٹ بالر ہمیشہ نچلے طبقات سے اٹھ کر سامنے آتے ہیں۔ ان کی نہ تو مناسب تعلیم و تربیت کی جاتی ہے اور نہ اس کے پس منظر میں تہذیب و شائستگی جیسی اخلاقی قدریں شامل ہوتی ہیں۔ صحیح معنوں میں وہ بگڑے ہوئے بچے ہوتے ہیں۔ جو جرائم کی راہوں پر جانے کے بجائے فٹ بال کی طرف آنکلتے ہیں لیکن ان کا طرز عمل اکثر تا عمر بگڑا ہی رہتا ہے اور ان میں سے بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو خود کو کسی حد تک سنوار لیتے ہیں اور بعد میں صاف ستھری زندگی گزارتے ہیں۔ ایسے کم عمر فٹ بالر کو کسی پیشہ ور کلب کی طرف سے کھلانا کسی رسک سے کم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارجنٹائن میں کم عمر فٹ بالرز کی تعداد کم نظر آتی ہے۔ بہ نسبت یورپی ٹیموں کے بلکہ حالیہ عرصے میں برازیل نے بھی متعدد کم عمر اور باصلاحیت کھلاڑی متعارف کرائے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں پر کم عمر فٹ بالرز پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

میراڈونا بھی نچلے طبقے سے اٹھ کر آیا تھا۔ اس کے کھیل سے قطع نظر اس کی شخصیت، اس کا طرز عمل اور اس کی زبان سب تمیز اور تہذیب سے عاری تھی۔ ٹیموں وہ جھگڑالو مشہور تھا۔ حالانکہ اس پر ساری عمر اس معاملے میں کبھی کوئی

سنگین الزام نہیں لگا تھا۔ اس کے باوجود اس کی جارحانہ طبیعت سب پر واضح تھی۔ صرف میراڈونا نہیں بلکہ اکثر نوعمر فٹ بالرز کا یہی رویہ تھا۔ اسے ان کی فطرت کا عکس کہا جاسکتا ہے۔ وہ جس ماحول سے آئے تھے اس کی عکاسی کرتے تھے۔ دوسری طرف فٹبال آرگنائزرز کو بھی ان کے اخلاق و کردار کو سُدھارنے سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ وہ صرف ان کے کھیل پر توجہ دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ارجنٹائن نے عالمی سطح کے متعدد فٹ بالرز پیدا کیے لیکن اپنی حرکتوں کی وجہ سے یہ اکثر اپنے ملک کی بدنامی کا سبب بنے تھے۔

محض پندرہ سال کی عمر میں میراڈونا ارجنٹائن کے فٹ بال افق پر ابھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ملک کا مقبول ترین فٹ بالر بن گیا تھا۔ جب وہ ایسے کھلاڑیوں کے ساتھ کھیل رہا ہوتا تھا جن کا تجربہ ہی اس کی عمر سے زیادہ ہوتا تھا تو بھی تماشائیوں کی توجہ کا مرکز وہی ہوتا تھا۔ لوگ پیار سے اسے پابک ڈی اورو یعنی سنہری لڑکے کے نام سے پکارتے تھے۔ حالانکہ اس کے بال اور آنکھیں سیاہ تھیں اور اس کی جلد اپنے نژاد باشندوں کی طرح زیتونی تھی۔ اس کے باوجود لوگ اسے سنہری لڑکا کہتے تھے تو یہ ان کی اس سے والہانہ محبت کا ثبوت تھا۔ کھیلوں کی دنیا میں ایک اور شخص کو بھی گولڈن بوائے کا نام دیا گیا۔ جو انگلینڈ کا معروف کرکٹر ڈیوڈ گاور رہے لیکن وہ اس معاملے میں اسم بامسمیٰ ہے۔ سر سے پاؤں تک سنہری۔

میراڈونا کے ماں باپ متوسط طبقے کے عام خاندان کی طرح تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کی اولاد پڑھ لکھ کر معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل کرے لیکن زیادہ قوی خواہش یہ تھی کہ بچے جلد از جلد اپنے پیروں پر کھڑے ہوجائیں، تاکہ ان کا معاشی بوجھ کم ہو۔ افلاس اور غربت نے اولاد جیسی عزیز شے کو بھی ان کے لیے بوجھ بنادیا تھا۔ جب کمانے والا ایک اور کھانے والے درجن بھر ہوں تو جذبہ اخلاص خود بہ خود دم توڑ جاتا ہے۔ زندگی ایک بوجھ بن جاتی ہے۔ جسے بادل ناخواستہ گھسیٹا تو جاسکتا ہے لیکن اسے خوش دلی سے ڈھونا ممکن نہیں ہے۔

میراڈونا بچپن سے بے حد شرارتی تھا۔ اس کے گرد ہنگامے جیسے رقص کرتے تھے۔ گھر میں ہوتا تو بہن بھائیوں کے ساتھ مل کر ایک ادھم مچائے رکھتا تھا اور باہر جاتا تو اس کے دوستوں کی ٹولی ہنگامے برپا کردیتی تھی۔ محلے والے ان سے عاجز تھے لیکن کس سے شکایت کرتے؟ اس ٹولی میں ہر گھر کے بچے شامل تھے اور میراڈونا ان کا سرخیل تھا۔ جس زمانے میں وہ فٹ بال کھیلنے کے لیے مقامی کلب کے ساتھ تھا۔ یہ جنک یارڈ والے واقعے کے فوراً بعد کی بات ہے۔ اس نے آئندہ کسی قسم کی مجرمانہ سرگرمی میں حصہ لینے سے توبہ کرلی تھی لیکن شرارتوں پر تو کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس کی ٹیم کا ایک کھلاڑی ماتیو خاصا دبلا سا تھا اور اس پر وہ خاص ڈھیلی اور لمبی سی نیکر پہنتا تھا۔ لڑکے مذاق میں کہتے تھے کہ کسی دن یہ نیکر سے نکل جائے گا۔ اس خدشے کو دور کرنے کے لیے ماتیو یہ کرتا تھا کہ نیکر میں الاسٹک کے بجائے ڈوری استعمال کرتا تھا تاکہ نیکر نکل جانے کا موہوم سا خدشہ بھی نہ باقی رہے۔ دوسرے وہ ڈوری کس کر باندھتا تھا۔

میراڈونا کے ذہن میں شرارت آئی اور اس نے ٹیم کے دیگر دو لڑکوں کو ساتھ ملایا۔ جب میچ سے پہلے وہ تیار ہو رہے ہوتے تھے تو سب ایک جگہ جمع ہوتے تھے۔ میراڈونا کے ذہن میں جو شرارت آئی تھی سب کی موجودگی میں اس پر عمل کرنا ذرا مشکل تھا۔ لہٰذا باقاعدہ ایک پلان بنایا گیا۔ انہوں نے کہیں سے ایک مردہ سانپ مہیا کیا اور اسے چھپ کر ڈریسنگ روم میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکے نے شور مچایا۔

"سانپ۔۔۔ سانپ۔۔۔ ارے اتنے سارے سانپ۔"

یہ سنتا تھا کہ سب وہاں سے عجلت میں فرار ہوگئے۔ ان میں میراڈونا کے دونوں ساتھی بھی شامل تھے۔ ان کے بھاگنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اتنی دیر کسی کو اندر آنے سے روکیں جب تک میراڈونا اپنا کام نہ کرلے۔ اس نے ان کے جاتے ہی اندر سے دروازہ بند کیا اور جلدی سے ماتیو کی نیکر برآمد کرکے اس کی ڈوری نکالی اور اسے تیز دھار بلیڈ سے کتر دیا۔ یوں ڈوری قائم تو رہی لیکن بہت کمزور ہوگئی اب اسے توڑنے کے لیے صرف ایک جھٹکے کی ضرورت تھی۔ ڈوری واپس نیکر میں ڈال کر میراڈونا نے اسے اپنی جگہ رکھا اور جلدی سے مرے ہوئے سانپ کو دُم سے پکڑ کر ڈریسنگ روم سے باہر نکل آیا۔ اس نے بے پروائی سے کہا "اندر تو ایک ہی سانپ تھا، میں نے اسے ماردیا۔"

ذرا سی دیر میں تصدیق ہوگئی کہ اب اندر مزید کوئی سانپ نہیں تھا۔ میراڈونا ہیرو بن گیا۔ ساتھی رشک سے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ صرف میدان کا ہیرو ہی نہیں تھا، بلکہ یہاں بھی مرد میدان ثابت ہوا تھا۔ جبکہ وہ سب بھاگ نکلے تھے۔ کوچ اور منتظمین میراڈونا کی پیٹھ تھپک رہے تھے تو وہ سعادت مندی سے سر جھکائے داد وصول کررہا تھا۔ اگر ان کو اصل صورت حال کا علم ہوجاتا تو یقیناً اس کی خیر نہیں تھی۔ وہ دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کیونکہ وقت کم رہ گیا تھا اسی لیے

سب عجلت میں تیار ہو کر میدان کی طرف لپکے۔ ماتیو نے بھی توجہ دیے بغیر اپنی نیکر پہن لی تھی۔ یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

میچ شروع ہوا۔ دونوں ٹیمیں بال کے لیے الجھ پڑیں۔ بہ ظاہر میراڈونا پوری سرگرمی سے کھیل میں حصہ لے رہا تھا لیکن اس کی توجہ کا مرکز ماتیو تھا۔ وہ فارورڈز میں شامل تھا اس لیے اسے زیادہ بھاگنا پڑ رہا تھا۔ میچ دیکھنے کے لیے کئی ہزار تماشائی موجود تھے۔ میراڈونا نے ایک موو بنایا اور کارنر سے آکر پاس گول میں دیا۔ وہاں اس کی ٹیم کے کئی کھلاڑی موجود تھے لیکن بال ماتیو کے پاس آئی اور پھر وہ ہوا جس کا میراڈونا بڑی دیر سے انتظار کر رہا تھا۔ ماتیو بال کو سر مارنے کے لیے اچھلا تھا کہ اس کی نیکر کی ڈوری کا کترا حصہ جواب دے گیا اور ڈھیلی نیکر ایک دم نیچے گئی تو ماتیو بال کو بھول گیا۔ بدقسمتی سے اس نے نیچے انڈرویئر بھی نہیں پہنی تھی۔ جب تک وہ نیکر سنبھالتا، گیند مخالف ٹیم کے دفاعی کھلاڑی چھین کر باہر پھینک چکے تھے۔ اس سے بھی برا یہ ہوا کہ سب نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا اور لوگ ہنس ہنس کر پاگل ہو رہے تھے۔ مخالف ٹیم کا تو برا حال تھا ہی، خود میراڈونا اور اس کی ٹیم کے قہقہے بھی نہیں رک رہے تھے اور ہنسنے کی وجہ سے ریفری اب تک سیٹی نہیں بجا سکا تھا لیکن کھیل ویسے ہی رکا ہوا تھا۔

ماتیو نے نیکر پکڑ کر میدان سے بھاگنے میں عافیت سمجھی اور اس کی واپسی تک ٹیم دس کھلاڑیوں سے کھیلتی رہی۔ سب اسے تقدیر کی ستم ظریفی سمجھ رہے تھے۔ یہ تو صرف میراڈونا اور اس کے دو ساتھیوں کو معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اور یہ مذاق انہیں مہنگا پڑ گیا تھا کیونکہ نہ صرف وہ گول کرنے کے یقینی موقع سے محروم ہو گئے تھے بلکہ ایک کھلاڑی کم ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مخالف ٹیم نے دباؤ بڑھایا اور بالآخر گول کر دیا کیونکہ کوچ نے باہر سے کسی کھلاڑی کو تبدیل کرنے کا فیصلہ نہیں کیا تھا اس لیے ریفری نے متبادل کھلاڑی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کھیل روکنے سے بھی انکار کر دیا اور میراڈونا کی ٹیم یہ میچ ہار گئی۔

پہلے میراڈونا اور اس کے ساتھیوں کا ارادہ تھا کہ وہ بعد میں اس مذاق کے بارے میں سب کو بتا کر لطف لیں گے مگر اس شکست کے بعد ان کے لیے ممکن نہیں رہا تھا کہ منہ سے بھاپ بھی نکالتے، انہیں اندازہ تھا کہ ان کا کیا حشر کیا جائے گا اور ٹیم کے کھلاڑی اس کارِ خیر میں اجتماعی طور پر حصہ لے کر خوشی محسوس کریں گے لہٰذا انہوں نے متفقہ طور پر زبان بند رکھنے کا فیصلہ کیا۔ میراڈونا کی یہ مہنگی شرارت بہت بعد میں سامنے آئی تھی۔

جونیئر لیگ میں آنے کے بعد میراڈونا کے لیے اتنا ہو گیا تھا کہ اسے سامان کلب کی طرف سے مل جاتا تھا اور اس کے لیے اسے ماں باپ کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ میچ اور سفری الاؤنس کی شکل میں اسے تھوڑی بہت رقم مل جاتی تھی۔ جس سے وہ اپنی دیگر خواہشیں پوری کر لیا کرتا تھا لیکن کھل کر خرچ کرنا اس کے لیے ایک خواب تھا اور اس کی ہمیشہ خواہش رہی کہ اس کے پاس خرچ کرنے کے لیے ڈھیروں دولت ہو۔ بعد میں جب میراڈونا کروڑپتی بنا تو اس نے اپنی تمام حسرتیں دل کھول کر پوری کی تھیں اور انتہا سے زیادہ فضول خرچ مشہور ہو گیا تھا۔

جونیئر لیگ میں ہی میراڈونا کی صلاحیتیں سامنے آنے لگی تھیں لیکن بڑی لیگ میں آنے میں سب سے بڑی رکاوٹ اس کی عمر ثابت ہو رہی تھی۔ اٹھارہ سال سے کم عمر ہونے کی وجہ سے اچھے کلبس اس سے معاہدہ کرنے سے ہچکچا رہے تھے اور جنہوں نے معاہدے کی پیشکشیں کی تھیں ان کی شرائط اتنی کم تر تھیں کہ ان سے معاہدہ کرنے کا مطلب تھا کہ میراڈونا اپنی صلاحیتوں کو کوڑیوں کے مول بیچ دے۔ وہ اس سے طویل مدت کا معاہدہ کر کے اس سے مستقل فائدہ اٹھانے کی فکر میں تھے۔ بدقسمتی سے یہ تاجرانہ ذہنیت کھیلوں میں بھی در آئی ہے اور اس نے باقاعدہ کاروبار کی صورت اختیار کر لی ہے۔ کھلاڑیوں کے کلبوں کے درمیان خرید و فروخت نے نو آبادی دور کی یاد تازہ کر دی ہے۔ جب غلاموں کو ان کی مرضی کے بغیر بھیڑ بکریوں کی طرح بیچا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر ایک کلب کسی کھلاڑی سے معاہدہ کرتا ہے اور اس کا بھاری معاوضہ ادا کرتا ہے تو وہ کھلاڑی پر اس قسم کا حق بھی حاصل کر لیتا ہے کہ وہ چاہے تو کسی بھی رقم کے عوض کھلاڑی کو دوسرے کلب کو فروخت کر دے۔ اگرچہ اسے تبادلے کے خوب صورت نام سے پکارا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ خرید و فروخت ہی ہے۔ اس میں کھلاڑی کی مرضی قطعی غیر اہم ہوتی ہے۔

اور یہ خرید و فروخت یورپ کے ممالک میں عام ہے جو انسانی حقوق کے چیمپئن کہلاتے ہیں۔ اگر کسی ترقی پذیر ملک میں کسی بھی کاروبار میں اس قسم کی خرید و فروخت ہو تو اسے بردہ فروشی قرار دے کر اس ملک کے خلاف پابندی لگا دی جاتی ہے لیکن ان کے اپنے ملک میں جاری اس کاروبار پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی ہے۔ صرف اس لیے کہ اس میں بھاری

رقم ملوث ہوتی ہے اور فروخت کیے جانے والے کھلاڑی کو بھاری معاوضہ دیا جاتا ہے۔ گویا رقم کے اور سہولتوں کے فرق سے ایک ناجائز کام جائز قرار پاتا ہے ورنہ اس کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ بلکہ یورپی ممالک میں متعدد ایسے کلب ہیں جن کا اصل کام ہی یہی ہے۔ وہ ترقی پذیر ممالک سے باصلاحیت کھلاڑی چن کر انہیں بہ ظاہر اچھے معاوضوں پر اپنے کلب کی طرف سے کھیلنے کا پابند کرلیتے ہیں۔ اگرچہ یہ اچھے معاوضے ان ممالک کے کھلاڑیوں کو دیے جانے والے معاوضے کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتے۔

یہ کلب لیگ میں باقاعدگی سے حصہ لیتے ہیں۔ کھلاڑی کی صلاحیتوں کو پالش کرتے ہیں اور جب وہ کامیابی کی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے تو اسے کسی امیر کلب کے گراں قدر معاوضے پر فروخت کردیا جاتا ہے۔ یوں وہ اپنی سرمایہ کاری سے کئی گنا زیادہ رقم حاصل کرلیتے ہیں۔ قارئین کرام کاروبار کے غیراخلاقی ہونے کا اندازہ خود کرلیں۔ جوان مہذب کہلانے والے ممالک میں دھڑلے سے جاری ہے اور کوئی ان کی طرف انگلی نہیں اٹھاتا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی جوہری خام ہیرا سستے داموں خرید کر اسے تراش خراش کر مہنگے داموں بیچ دے لیکن ہیرے اور انسان میں بہت فرق ہوتا ہے۔

ہم کسی اور ہی طرف جانکلے۔ ذکر ہو رہا تھا میراڈونا کے سینئر لیگ میں آنے کا۔ عمر کی وجہ سے اسے جونیئر لیگ پر قناعت کرنا پڑ رہی تھی حالانکہ اس کا کھیل سینئر لیگ کے کسی بھی اسٹار سے کم نہیں تھا بلکہ وہ ان سے بڑھ کر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کررہا تھا لیکن کوئی جوہری اس تراشیدہ ہیرے کو لینے کو تیار نہیں تھا۔

آخر کار ارجنٹائن کے اسٹار کلب بوکا جونیئر نے رسک لینے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ بعد میں بے حد سودمند ثابت ہوا تھا۔ اس نے پہلی بار میراڈونا کو ایک معقول معاوضے پر اپنی طرف سے کھیلنے کی دعوت دی۔ جو کب سے اس کا انتظار کررہا تھا۔ اس لیے کہ اسے اچھے معاوضے کی ضرورت تھی لیکن درحقیقت اسے اچھی فٹ بال کی ضرورت تھی۔ جونیئر لیگ اس کے معیار سے کہیں کم تر تھی۔ کھیل کے اعتبار سے وہ اپنے ساتھیوں سے کہیں آگے تھا اور بجا طور پر اس کا مستحق تھا کہ اسے سینئر لیگ میں کھیلنے کا موقع ملے۔ بوکا جونیئر نے اسے یہ موقع فراہم کردیا تھا۔

بوکا جونیئر ارجنٹائن کے چند ممتاز فٹ بال کلبس میں سے تھا جس کی طرف سے قومی ٹیم کے کئی کھلاڑی بھی کھیلتے تھے لیکن میراڈونا کی آمد نے جیسے منظرنامہ بدل دیا۔ وہ کھلاڑی جو کلب میں بنیاد کی حیثیت رکھتے تھے۔ اچانک غیراہم ہوگئے۔ ان کا کھیل اس نوجوان کے آگے کم تر درجے کا قرار پایا جو ابھی اٹھارہ سال کا بھی نہیں ہوا تھا۔ کوچ اور منیجر اس کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔ ان کے ہر انٹرویو میں میراڈونا کا ذکر لازمی ہوتا تھا۔ یہ بات ٹیم کے دیگر کھلاڑیوں کو ناگوار گزرتی تھی۔ انہوں نے اپنے سرپرستوں سے شکایت کی اور انہوں نے کوچ اور منیجر کو سرزنش کی مگر میراڈونا کا جادو آسانی سے اترنے والا نہیں تھا۔

”جناب‘ ہمارے یا کسی اور کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اصل امتحان تو میدان میں ہوتا ہے“ کوچ نے کہا۔

”تو پھر بات کو میدان تک جانے دو۔ بلاوجہ اس کی پبلسٹی نہ کرو“ کلب کے صدر نے گویا حکم دیا ”اگر میراڈونا ان صلاحیتوں کا مظاہرہ نہ کرسکا‘ جن کا تم پرچار کررہے ہو تو تم بلاوجہ پریشانی میں پڑجاؤ گے۔“

”مجھے میراڈونا پر پورا اعتبار ہے۔“ کوچ نے اعتماد سے کہا۔

بوکا جونیئر کی طرف سے میراڈونا کو کھلانے میں ٹیم کے کوچ کا اہم ترین کردار تھا۔ وہ بھرپور کوشش کے بعد انتظامیہ کو میراڈونا کے لیے رضامند کرسکا تھا اور اب یہ میراڈونا کا کام تھا کہ آگے بڑھنے کے لیے راستہ خود بنائے۔ یہ بات وہ بھی جانتا تھا اس لیے تربیتی کیمپ میں اس نے جان لڑادی تھی۔ وہ صبح سورج نکلنے سے لے کر سورج ڈوبنے تک میدان پر موجود رہتا تھا۔ اس دوران میں وہ سوائے اشد ضرورت یا کھانے کے وقفے کے میدان سے باہر نہیں جاتا تھا۔ ٹیم کے ساتھ تربیتی سیشن کے بعد وہ اکیلا ہی فٹ بال کے ساتھ مصروف ہوجاتا۔ نت نئی مووز سوچتا اور پھر ان کی پریکٹس کرتا۔ ان دنوں کھیل سے اس کا لگاؤ جنون کی حد تک بڑھ گیا تھا اور وہ گھنٹوں پریکٹس میں لگا رہتا تھا۔

اس کڑی مشق کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب لیگ شروع ہوئی تو میراڈونا کے کھیل نے سب کی توجہ مبذول کرالی تھی۔ اس کی کارکردگی اتنی شاندار رہی تھی کہ اسے ورلڈ کپ ۱۹۷۸ء کے دستے کے ریزرو کھلاڑیوں میں شامل کرلیا گیا تھا۔ پورے ملک سے چن کر تین کھلاڑی لیے گئے تھے۔ جن میں میراڈونا بھی شامل تھا۔ بہ ظاہر تو یہ اس کے لیے اعزاز تھا لیکن میراڈونا ورلڈ کپ کے لیے منتخب نہ ہونے پر برافروختہ تھا۔ اس کے خیال میں وہ ورلڈ کپ دستے کے کئی کھلاڑیوں سے زیادہ بہتر تھا اور اس قابل تھا کہ اسے ٹیم میں شامل کیا جاتا لیکن اسے صرف اس لیے منتخب نہیں کیا گیا تھا کہ وہ کم عمر اور ناتجربہ

کار تھا۔ ابھی اس کی عمر صرف سترہ برس تھی۔ اسے دکھ تھا کہ سلیکٹرز نے اس کی کارکردگی کو نظرانداز کردیا تھا۔ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی۔

۱۹۷۸ء میں ٹیم کا کپتان باریلا تھا۔ جسے ارجنٹائن میں سپراسٹار کی حیثیت حاصل تھی لیکن ورلڈ کپ سے پہلے وہ ان فٹ تھا اور اگر وہ فٹ نہ ہوتا تو اس کی جگہ میراڈونا کھیلتا لیکن اس کی بدقسمتی کو باریلا ورلڈ کپ سے پہلے فٹ بھی ہوگیا اور اس کی قیادت میں ارجنٹائن نے ورلڈ کپ جیت بھی لیا۔ یوں میراڈونا کو ذرا سی امید تھی کہ اس کے ساتھ کی جانے والی ناانصافی کی شنوائی ہوگی تو اب وہ بھی نہ رہی۔ فتح کی خوشی میں فاتحین کی سنگین غلطیاں بلکہ جرائم بھی معاف کردیے جاتے ہیں۔ غالباً اسی مایوسی کے نتیجے میں میراڈونا پہلی بار بھٹکا تھا۔ اس نے تربیت سے جی چرانا شروع کردیا۔ نظم وضبط کی خلاف ورزی کرنے لگا۔ ساتھ ہی اس پر حد سے زیادہ شراب نوشی اور ڈرائیونگ کے دوران میں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کے الزامات لگنے لگے۔ مزے کی بات تھی کہ اس کی عمر ابھی نہ تو شراب پینے کی ہوئی تھی اور نہ اس کا ڈرائیونگ لائسنس بن سکتا تھا۔ لہٰذا ان الزامات کو مضحکہ خیز ہی کہا جاسکتا تھا۔ وہ سرے سے ہی قانون توڑ رہا تھا اور الزام اخلاقی نوعیت کے اور بعض دفعات تک محدود تھے۔

میراڈونا کی مایوسی کا عرصہ مختصر ثابت ہوا۔ وہ آسانی سے ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا، آج نہ سہی تو کل وہ اپنے ملک کی ٹیم میں ہوگا ہی۔ اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کے کھیل کا جادو سر چڑھ کر بولے گا۔ اسے اپنی صلاحیتوں پر اعتماد اور اپنی ذات پر غرور تھا۔ لوگ اس کے دیوانے تھے اور انہوں نے اس کا دماغ آسمان پر پہنچادیا تھا۔ اگلے سیزن میں میراڈونا جب میدان میں اترا تو وہ اٹھارہ سال کا ہوچکا تھا اور اس کے انداز میں جھلکتا غرور صاف محسوس کیا جاسکتا تھا۔ اب وہ اس قسم کے اخباری بیان دینے لگا تھا۔ "میں لوگوں کو بتاؤں گا کہ فٹ بال کیسے کھیلی جاتی ہے۔ اور میرے مخالفین ہوشیار رہیں۔ میں فٹ بال کی طرح انہیں بھی کک کرسکتا ہوں۔"

مشکل میں اس کا کوچ اور منیجر پڑجاتے تھے اور وہ میراڈونا کا دفاع کرتے پھرتے تھے۔ ان کی کوشش ہوتی کہ اسے پریس کی نظروں سے دور رکھیں۔ کم از کم بولنے کی حد تک۔ وہ منہ پھٹ حد تک صاف گو تھا اور جو اس کے دل میں ہوتا اسے لگی لپٹی رکھے بغیر کہہ مارتا تھا۔ اسے ہرگز پروا نہیں تھی کہ اس کے کسی بیان سے کس کی بے عزتی ہورہی تھی یا اس کا اثر اس کے کیریئر پر کیا پڑے گا۔ ان دنوں "جہنم میں جاؤ" اس کا تکیہ کلام بن چکا تھا۔ سنسنی خیز سرخیاں جمانے والے رپورٹرز اس کے پیچھے رہا کرتے تھے اور ان کی کوشش ہوتی کہ میراڈونا کے منہ سے کچھ کہلوا سکیں۔

بات یہ تھی کہ یکدم اور ڈھیر ساری ملنے والی مقبولیت نے اس کا دماغ خراب کردیا تھا۔ وہ خود کو قواعد وضوابط اور قانون سے ماورا سمجھنے لگا تھا۔ وہ قانون کی خلاف ورزی کرنا اپنا حق سمجھنے لگا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اس کے خلاف تادیبی کارروائی کرے اور واقعتاً ایسا ہی تھا۔ اس کے ملک میں لوگ فٹ بال اور فٹ بالروں کے اتنے دیوانے تھے کہ حکومت میں بھی ان کے خلاف کچھ کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ حالانکہ فٹ بالرز اپنی حیثیت سے تجاوز کرتے ہوئے اکثر آمرانہ حکومت کے خلاف بیان دیا کرتے تھے حتیٰ کہ ۱۹۹۴ء کے ورلڈ کپ میں بعض کھلاڑی کھلے عام کہتے سنے گئے۔۔۔ "ہم اس ورلڈ کپ میں کیوں کامیابی حاصل کریں، جبکہ یہ فتح آمروں کو مضبوط کردے گی۔"

ارجنٹائن میں حکومت کے خلاف کچھ کہنا بڑے دل گردے کی بات تھی۔ بلکہ اب بھی ہے۔ جہاں پولیس کا راج ہو اور اسے لامحدود اختیارات ہوں۔ ہنگامی قوانین کے تحت تحریر وتقریر پر سخت پابندی ہو اور حکومت کے مخالفین پراسرار طور پر ہمیشہ کے لیے ایسے غائب ہوجاتے ہوں کہ پھر ان کا نام ونشان نہ ملے۔۔۔ سرکار کے خلاف کچھ کہنے کے لیے واقعی حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس سیزن میں میراڈونا کی کارکردگی پہلے سے کہیں بہتر تھی۔ اس نے اپنی ٹیم بوکا جونیئر کو کئی اہم میچوں میں کامیابی دلوائی۔ اسی سال اس نے کل انیس میچوں میں بائیس گول کرکے سرفہرست رہنے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ بدقسمتی سے ان فٹ ہونے کے باعث وہ کچھ میچ نہیں کھیل سکا تھا۔ جس کی وجہ سے بوکا جونیئر کی رینکنگ متاثر ہوئی تھی اور وہ اس سال پوری طرح حق دار ہونے کے باوجود لیگ چیمپئن نہ بن سکی تھی۔ خلاف توقع کلب کی گورننگ باڈی نے اس کا الزام میراڈونا پر عائد کردیا کہ اس نے جان بوجھ کر کچھ اہم میچ نہیں کھیلے اور اس کی وجہ سے ٹیم لیگ ٹائٹل حاصل نہ کرسکی۔

"یہ غلط ہے" کوچ اور ٹیم کے فزیو نے گورننگ باڈی کو یقین دلایا "میراڈونا ان فٹ تھا اور قطعی کھیلنے کے قابل نہیں تھا ورنہ ہم اسے ضرور کھلاتے۔"

لیکن اراکین ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ وہ بھی میراڈونا کے رویے سے نالاں تھے اور ان کا کہنا تھا کہ اسے لگام

دینا ضروری ہے ورنہ وہ کلب کے دوسرے اسٹارز کے لیے ایک خراب مثال بن جائے گا۔ غور کیا جارہا تھا کہ تادیب پر اکتفا کیا جائے یا اسے جرمانہ بھی کیا جائے۔

"جرمانہ کس بات کا؟" کوچ نے جھلا کر کہا "کیا میراڈونا جان بوجھ کر ان فٹ ہوا تھا؟"

"اصل مسئلہ اس کا رویہ ہے۔ وہ اپنے سامنے کسی کو کچھ نہیں سمجھتا" ایک رکن نے کہا۔

"یہ غلط ہے۔ وہ ذرا جوشیلا اور بے پروا ہے لیکن اس نے کسی کی بے عزتی نہیں کی" کوچ ممکن حد تک اس کا دفاع کررہا تھا "میرا خیال ہے کہ ہمیں متنازع امور میں پڑنے کے بجائے اگلے سیزن کے لیے پلاننگ کرلینی چاہیے۔"

"ٹیم میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے" کسی نے کہا "ہمیں اَن ڈسپلن کھلاڑیوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس بار کوچ کا دماغ گھوم گیا۔ یہ واضح طور پر میراڈونا پر حملہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ٹیم کے بعض کھلاڑی مسلسل میراڈونا کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ اس کا وجود ان کی نگاہوں میں کھٹک رہا ہے کیونکہ اس کے آنے سے ان کی اہمیت کم ہوگئی ہے۔ وہ کلب کی انتظامیہ میں اپنے حامیوں کو بھڑکا رہے تھے اور بہرصورت میراڈونا کو ٹیم سے نکلوانا چاہتے تھے کیونکہ میراڈونا اب اٹھارہ سال کا ہوچکا تھا لہٰذا وہ کلب سے نئے معاہدے کا خواہش مند تھا اور ظاہر ہے کہ نیا معاہدہ نئے معاوضے اور مراعات پر ہونا تھا۔ اس سے ٹیم کے کھلاڑی جیلس تھے۔ میراڈونا نے واضح کردیا تھا کہ اسے اس کی مرضی کا معاوضہ نہیں دیا گیا تو وہ زیادہ عرصے کلب کی طرف سے نہیں کھیل سکے گا جبکہ اس کے حامی بہرصورت اسے کلب میں رکھنا چاہتے تھے۔ ان میں کوچ بھی شامل تھا۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ میراڈونا کے خلاف اندرون خانہ کوئی کھچڑی پک رہی ہے لیکن یہ احساس نہیں تھا کہ بات اتنی بڑھ جائے گی۔ اس نے ڈٹ جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس نے قطعی لہجے میں کہا۔

"میراڈونا صرف ایک صورت میں کلب سے نکالا جائے گا اور وہ یہ کہ میں کوچ نہ رہوں۔ میرے خیال میں ٹیم میں نہیں بلکہ ٹیم کے کپتان کو تبدیل کرنے کی ضررت ہے۔"

کوچ جانتا تھا کہ اس سارے فساد کے پیچھے کپتان کا ہاتھ تھا۔ لہٰذا اس نے براہ راست اس پر وار کیا "ہماری حالیہ ناکامیوں کی ذمے داری کپتان پر عائد ہوتی ہے۔ وہ ٹیم کو متحد رکھنے میں ناکام رہا ہے بلکہ وہ ٹیم میں انتشار کا سبب بن گیا ہے۔ کھلاڑی اس کے رویے سے مطمئن نہیں ہیں اور میں خود بھی اسے تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔"

کوچ کے مطالبے نے صورت حال بدل کر رکھ دی تھی۔ اس نے مخالفوں کا وار الٹ دیا گیا اور انہیں لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔ کوچ کی کلب میں بہت مستحکم حیثیت تھی اور وہی اسے اس مقام تک لے آیا تھا۔ مخالفوں کو معلوم تھا کہ معاملہ صدر تک چلا گیا تو کوچ کی ہی سنی جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے پینترا بدلا اور میراڈونا کے خلاف شکایت واپس لے لی مگر کوچ اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ وہ میراڈونا کو کپتان بنانے کا خواہش مند تھا، اسے معلوم تھا کہ اس کی سرکشی کو قابو کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے ذمے داری سونپ دی جائے۔ اس کی جارحیت، اس کی تکنیک اور سب سے بڑھ کر اس کا فارورڈ ہونا اسے ایک موزوں ترین کپتان بنا سکتا تھا۔ مسئلہ بنائے جانے کا تھا جبکہ اسے خبر بھی نہیں تھی کہ اس کی لاعلمی میں اس کی ذات کے حوالے سے کلب میں کیا کش مکش جاری تھی۔

ان دنوں میراڈونا، روز نامی ایک لڑکی میں دلچسپی لے رہا تھا۔ یہ ایک مقامی ٹی وی اسٹار تھی۔ اس کا اصل نام کچھ اور تھا لیکن روز کے نام سے مشہور تھی۔ وہ جنون کی حد تک فٹ بال سے دلچسپی رکھتی تھی اور میراڈونا سے پہلے بھی کئی اسٹار فٹ بالرز کے ساتھ اس کے اسکینڈل مشہور ہوچکے تھے۔ روز عمر میں میراڈونا سے خاصی بڑی تھی اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اب تک دو بچوں کو جنم دے چکی تھی۔ جن کے باپوں کا کوئی علم نہیں تھا اور اب یہ بچے یتیم خانوں میں پرورش پا رہے تھے۔ خاص بات یہ تھی کہ میراڈونا سے تعلقات کے زمانے میں وہ ایک بار پھر امید سے ہوگئی تھی۔ چھ مہینے بعد جب یہ افیئر اختتام کو پہنچا تو روز حسب معمول پھر غائب ہوگئی اور بعد میں اس بچے کے بارے میں کچھ پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا، آیا اسے پیدا ہونے سے پہلے قتل کردیا گیا تھا یا وہ اب تک کسی یتیم خانے میں پل کر جوان ہوچکا ہوگا یا ہوگی۔ ظاہر ہے میراڈونا کو اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ ویسے بھی اس قسم کی اولادوں کا حساب تو مشرق میں بھی نہیں رکھا جاتا ہے تو میراڈونا تو ایک مادر پدر آزاد قوم کا فرد ہے۔ صرف روز ہی نہیں بلکہ کئی گرل فرینڈز بغیر شادی کے اسے باپ بنا چکی ہیں۔ جن کی تعداد نصف درجن کے قریب ہے۔ البتہ اس کی قانونی بیوی کلاڈیا سے اس کے دو بچے اور بھی ہیں اور دنیا ان کے بارے میں ہی زیادہ جانتی ہے۔

حالانکہ اس کا ایک بیٹا میراڈونا جونیئر کے نام سے اطالوی لیگ سے فٹ بال کی دنیا میں قدم رکھ چکا ہے، یہ اس

کی گرل فرینڈ سے ہے۔ جس سے ایک زمانے میں وہ جنون کی حد تک محبت کرتا تھا اور اس کے پرستاروں کا خیال تھا کہ وہی میراڈونا کی بیوی کہلانے کا اعزاز حاصل کرے گی لیکن اسے میراڈونا کی تلون مزاجی لے ڈوبی تھی۔

روز کے علاوہ بھی میراڈونا کی خواتین دوستوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔ جن میں کالج گرلز سے لے کر سپر ماڈلز تک سب شامل تھیں۔ ان میں بعض ارب پتی سیاست دانوں کی بیٹیاں بھی تھیں اور کچھ کے ڈانڈے زیر زمین مافیا سے جا ملتے تھے۔ یہ سب میراڈونا کی شخصیت سے زیادہ اس کے کھیل اور اس کی شہرت کی پرستار تھیں۔ اس کے بارے میں یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ اس کی شامیں حسیناؤں کے جھرمٹ میں گزرتی تھیں اور وہ رات گئے تک نائٹ کلبوں میں دیکھا جاتا تھا۔ اس کے باوجود صبح فٹ بال کے میدان میں پریکٹس کے لیے سب سے پہلا داخل ہونے والا فرد میراڈونا ہی ہوتا تھا اس کا اسٹیمنا حیرت انگیز تھا۔ شراب اور سگریٹ کا عادی ہونے کے باوجود وہ گھنٹوں پریکٹس اور ورزش کر کے بھی نہیں تھکتا تھا۔

صرف نائٹ کلبوں میں ہی نہیں بلکہ اس کی راتیں اپنی گرل فرینڈز کے گھروں اور ہوٹلوں میں بھی گزرتی تھیں۔ ایک رپورٹر نے اسٹار نامی اخبار میں خبر لگائی کہ میراڈونا رات گئے دو لڑکیوں کے ساتھ ایک معروف ہوٹل پہنچا۔ وہ نشے میں دھت تھا اور اس نے ایک لگژری سوئٹ مانگا۔ اس کے بعد وہ سوئٹ میں چلا گیا۔ جہاں سے وہ صبح سویرے رخصت ہو گیا تھا۔ بعد میں جب صفائی کرنے والے سوئٹ میں پہنچے تو دونوں لڑکیاں بے خبر سو رہی تھیں اور ان کے کپڑے چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے اور گزری رات کا فسانہ کہہ رہے تھے۔

ظاہر ہے میراڈونا کی یہ سرگرمیاں پوشیدہ نہیں تھیں کیونکہ اس نے انہیں چھپانے کی خاص کوشش بھی نہیں کی تھی۔ اسے پروا نہیں تھی کہ عوام اور فٹ بال کے حلقوں میں اس کا کیا تاثر بن رہا ہے۔ نئی نئی ملنے والی بے تحاشا دولت نے اسے بے قابو کر دیا تھا۔ یہ بات بوکا جونیئر کے حکام کو ناگوار گزر رہی تھی لیکن وہ میراڈونا کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ اپنے کھیل میں پوری دلچسپی لے رہا تھا اور اس معاملے میں اس پر انگلی اٹھانا ممکن نہیں تھا۔ زیادہ سے زیادہ وہ اس کی سرگرمیوں پر اعتراض کر سکتے تھے۔ اس صورت میں انہیں باقی کھلاڑیوں کے خلاف بھی کارروائی کرنی پڑتی کیونکہ اس حمام میں سب لباس فطرت میں تھے۔ ایک فرد کے خلاف کارروائی کا مطلب صریحاً جانب داری لیا جاتا۔

کوچ نے معاملہ کلب حکام کے سامنے رکھ دیا اور مطالبہ کیا کہ کپتان تبدیل کیا جائے۔ فی الوقت اس نے کسی کو کپتان بنانے کی بات نہیں کی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ جب ایسا موقع آئے گا تو سب سے پہلے اس سے پوچھا جائے گا اور اس وقت وہ میراڈونا کا نام لے سکتا تھا۔ وہ لوگ جو میراڈونا کو ہٹانا چاہتے۔ اب ان کو اپنے لالے پڑ گئے تھے۔ حکام نے کوچ کے مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے کپتان کو ہٹا دیا۔ اب سوال یہ تھا کہ نیا کپتان کسے بنایا جائے۔ کوچ نے میراڈونا کا نام تجویز کیا، اس پر مخالفین نے ہنگامہ کر دیا۔ جن میں سابق کپتان پیش پیش تھا۔ ان کا موقف تھا کہ میراڈونا اس منصب کے لیے موزوں نہیں ہے۔ وہ کم عمر اور ناتجربہ کار ہے۔

"لیکن نااہل اور بے صلاحیت نہیں ہے" کوچ نے طنز کیا تھا۔ "صلاحیت اور اہلیت کا عمر سے کوئی تعلق ہوتا تو آج میں بوکا جونیئر کا کپتان ہوتا۔"

اس نے کلب کے حکام کو قائل کر کے دم لیا تھا اور یوں میراڈونا محض انیس سال کی عمر میں ارجنٹائن کے ممتاز ترین فٹ بال کلب کا کپتان بن گیا تھا۔ اس نے کوچ کے ساتھ مل کر نئی حکمت عملی ترتیب دی تھی اور ٹیم میں جوش و جذبے کی ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ پہلے اسے کھیل کے دوران میں دوسروں پر انحصار کرنا پڑتا تھا کیونکہ کھلاڑی اس کے بجائے کپتان کی حکمت عملی پر عمل کرتے تھے لیکن اب کپتانی اس کے پاس تھی اور وہ آزاد تھا کہ ٹیم کو اپنی مرضی سے کھلائے، اس کا حیرت انگیز نتیجہ نکلا تھا۔ ۱۹۸۱ء میں بوکا جونیئر نے غیر معمولی کھیل پیش کیا اور لیگ ٹائٹل حاصل کر لیا تھا۔ اس میں میراڈونا کا بہت زیادہ ہاتھ تھا۔ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ جس طرح پیدائشی فٹ بالر تھا، اسی طرح وہ پیدائشی لیڈر بھی تھا جو اپنے ساتھیوں کو کھلانے اور انہیں ساتھ لے کر چلنے کا ماہر تھا۔

ایک طرف وہ میدان میں کامیابی حاصل کر رہا تھا تو دوسری طرف اس کی بیرون خانہ سرگرمیاں روز بہ روز بڑھتی جا رہی تھیں۔ پہلی بار جب وہ ایک سنگین معاملے میں ملوث ہوا جب پولیس نے ایک جگہ چھاپا مار کر کچھ نشے بازوں کو گرفتار کیا جو کوکین کے نشے میں دھت تھے ان میں میراڈونا بھی تھا لیکن اس نے کوکین کا نشہ نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کا موقف تھا کہ وہ وہاں اپنے ایک دوست کی تلاش میں آیا تھا۔ نامعلوم

وجوہات کی بنا پر پولیس نے اس کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے اسے آزاد کردیا۔ اس روز وہ بال بال بچا تھا۔ یہ عذر نہایت بودا تھا کیونکہ وہ جگہ کوئی کلب نہیں تھی بلکہ منشیات استعمال کرنے والوں کا ایک بدنام ٹھکانا تھا۔ جہاں صرف وہی جاتے تھے جو منشیات سے شغف رکھتے تھے۔ اگر اس روز میراڈونا نے کوکین استعمال کی ہوتی تو وہ لازماً گرفتار ہوجاتا اور اس کا کیریئر شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجاتا۔

میراڈونا اور منشیات دو ایسے نام ہیں جو تواتر سے آنے والے برسوں میں ساتھ آتے رہتے تھے اور یہ بات کئی بار ثابت ہوئی کہ وہ منشیات استعمال کرتا ہے۔ اس معاملے میں شاید ہی کسی بین الاقوامی فٹ بالر نے اتنی بدنامی کمائی ہو۔ کئی بار وہ گرفتار ہوا، معطل ہوا، اس کے کھیلنے پر پابندی لگائی گئی۔ اسے جرمانے ہوئے لیکن اس کے کھیل کے صدقے اسے معاف بھی کیا جاتا رہا۔ بے شک اس کا کیریئر بہت بے ڈھنگے طریقے سے ختم ہوا لیکن اس کے باوجود اس نے ایک شاندار کیریئر گزارا۔ تو صرف اپنی بے پایاں صلاحیتوں کی وجہ سے۔

بوکا جونیئر کی کامیابی نے میراڈونا کو مسلّمہ سپراسٹار اور ملک کا محبوب ترین فٹ بالر بنادیا تھا۔ اگرچہ اس نے کوئی بین الاقوامی میچ نہیں کھیلا تھا لیکن اس کی شہرت بین الاقوامی فٹ بال حلقوں تک پہنچ چکی تھی اور سوکر کا پریس اسے دوسرا پیلے قرار دے رہا تھا جو آنے والے برسوں میں فٹ بال کی دنیا پر حکمرانی کرتا۔ ابھی اس کی بدنامی صرف ملک تک محدود تھی۔ دوسرے اس میں دلچسپی لینے والے یورپ کے وہ فٹ بال ناخدا تھے جن کے نزدیک اخلاق کی حیثیت اضافی تھی وہ چاہتے تھے کہ لاطینی امریکا کے اس ہیرے سے یورپ کی فٹ بال سجائیں۔

ارجنٹائن میں آنے والے ورلڈکپ کی تیاریاں جاری تھیں۔ پاریلا کو کپتان برقرار رکھا گیا تھا اور اس بار میراڈونا کو بھی حتمی دستے میں شامل کیا گیا تھا۔ لوگ بے تاب تھے کہ میراڈونا کب اپنی صلاحیتوں کی جادوگری دکھاتا ہے لیکن وہ اپنی جادوگری نہ دکھاسکا۔ ورلڈکپ آیا بھی اور گیا بھی، ارجنٹائن کی ٹیم بے نیل ومرام لوٹ آئی۔ حالانکہ یہ وہی ٹیم تھی جس نے ۱۹۷۸ء میں فٹ بال کی حکمرانی کا تاج اپنے سروں پر سجایا تھا۔ فرق صرف فتح و شکست کا تھا۔ جب فتح ہوئی تھی تو کھلاڑیوں کی خامیاں اور غلطیاں بھی معاف کردی تھیں لیکن شکست کے بعد ان کی خوبیاں بھی خامیاں بن گئی تھیں۔ میراڈونا بھی خاص کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرسکا تھا لیکن چونکہ وہ پہلی بار عالمی سطح پر کھیل رہا تھا لہٰذا اسے معاف کردیا گیا۔

وہ لوگ جو میراڈونا سے توقعات لگائے بیٹھے تھے، انہیں اس کا کھیل دیکھ کر مایوسی ہوئی۔ اس کے انداز میں وہ بات نہیں تھی جو میراڈونا کا طرۂ امتیاز کہی جاتی ہے۔ صاف معلوم ہورہا تھا کہ وہ دل سے نہیں کھیل رہا ہے۔ جبکہ اس سے کہیں بہتر کھیل وہ قومی لیگ میں دکھاچکا تھا۔ وطن واپسی پر کپتان پاریلا نے الزام لگایا کہ کچھ کھلاڑی ورلڈکپ میں غیرسنجیدگی سے کھیلے تھے اور اسی وجہ سے ارجنٹائن مطلوبہ کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرسکا اگرچہ اس نے کسی کا نام نہیں لیا تھا لیکن جاننے والے جان گئے کہ اس کا اشارہ کس کی طرف تھا۔

ایک صحافی نے اس سے چبھتے لہجے میں پوچھ لیا۔

"۱۹۷۸ء میں یہ کھلاڑی نہیں کھیلے تھے۔ اس بار کیا فرق پڑا ہے۔"

"میرے چند اہم کھلاڑی ساتھ نہیں تھے" پاریلا دفاعی انداز میں بولا "اس سے بھی بہت فرق پڑا۔"

یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۷۸ء کے ورلڈکپ کے کئی اسٹار کھلاڑی اس بار قومی ٹیم کا وہ حصہ نہیں تھے اور ان کے نہ ہونے سے فرق پڑا تھا۔ اس وقت ٹیم تشکیل نو کے مرحلے سے گزر رہی تھی اور اس میں نیا خون شامل ہورہا تھا۔ میراڈونا کے ساتھ بیٹس ٹوٹا اور کینی جیا جیسے باصلاحیت کھلاڑی ٹیم میں آئے تھے۔ آنے والے دنوں میں اس خطرناک تکون نے عالمی فٹ بال میں ان مٹ نقوش چھوڑے تھے اور انہوں نے مل کر اس قدر ناقابل فراموش گول کیے تھے کہ دوراندیش لوگوں نے کہہ دیا تھا "ایک فاتح گیا، دوسرا فاتح آرہا ہے۔"

خود پاریلا کو بھی احساس تھا کہ اس کا دور ختم ہوچکا ہے۔ دوسری طرف میراڈونا کا سورج روز بہ روز چڑھتا ہی جارہا تھا۔ اب وہ قومی لیگ کے ساتھ یورپی فٹ بال بھی کھیلنے لگا تھا جو ہمیشہ سے جنوبی امریکن فٹ بالرز کی نگاہ کا مرکز رہی تھی کیونکہ جو سہولیات اور معاوضہ نہیں وہاں مل سکتا تھا۔ وہ اپنے ملک میں ممکن نہیں تھا۔ فرق بہت زیادہ تھا۔ ایک عام سا یورپی کلب لاکھوں ڈالرز معاوضہ دیتا تھا جبکہ جنوبی امریکا کے اسٹارز کلب بھی اپنے مہنگے ترین کھلاڑیوں کو لاکھ میں بہ مشکل ہی معاوضہ دیتے تھے۔ فرق اسپانسرشپ کا بھی ہوتا تھا۔ ملٹی پل کمپنیاں کھلاڑیوں کو اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لیے انہیں مخصوص کرلیتی ہیں اور اس کا معاوضہ اب ملین ڈالرز میں دیا جاتا ہے، انفرادی اسپانسرشپ اب کھلاڑیوں کی آمدنی کا سب سے بڑا حصہ بن گئی ہے۔

میراڈونا پہلے سے کہیں زیادہ آسودہ حال تھا لیکن دولت مند بننے کے اس کے خواب ہنوز شرمندہ تعبیر تھے۔ اس کے پاس بیونس آئرس میں ایک لگژری اپارٹمنٹ تھا۔ اس کے پاس ایک مقامی کار بھی تھی لیکن اس کے عزائم ایک عالی شان مینشن اور فراری کار کے تھے۔ اس کے پاس بینک اکاؤنٹ بھی تھا لیکن اس میں رقم کم ہی نکا کرتی تھی اور جیسے ہی اس کا چیک آتا تھا' وہ پہلے سے رکھی ادائیگیوں میں تقسیم ہوجاتا اور میراڈونا اگلے چیک کی آمد تک قرض پر گزارا کرتا تھا۔ یہ صورت حال ایک عالمی شہرت یافتہ فٹ بالر کے شایان شان نہیں تھی لیکن اس کا کیا علاج کیا جائے کہ میراڈونا نہایت فضول خرچ واقع ہوا تھا۔ وہ اپنی حیثیت پر نہیں بلکہ اپنی تفریحات اور عیاشی پر خرچ کرتا تھا۔

لیکن اس نے اپنے گھر والوں کو نظرانداز نہیں کیا تھا۔ وہ بے حد غربت زدہ ماحول میں تھے اور ان کے پاس اس سے نکلنے کا سوائے میراڈونا کے کوئی ذریعہ نہیں تھا اس نے انہیں مایوس نہیں کیا اور باوجود اپنی فضول خرچی کے وہ مسلسل ان کی امداد کرتا رہا۔ بعد میں تو اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں نے عالی شان زندگی گزارنا شروع کردی۔ ورلڈ کپ کے بعد سے اس نے یورپی لیگ کھیلنا شروع کی۔ جس سے اس کی آمدنی میں سرعت سے اضافہ ہوا تھا۔ میراڈونا پیسے کو اپنی ذات تک محدود رکھنے والا شخص نہیں تھا۔ وہ اسے فراخ دلی سے بانٹ دیا کرتا تھا۔ صرف ماں باپ اور بہن بھائی ہی نہیں بلکہ وہ دیگر رشتے داروں کے کام بھی آتا تھا۔ اسے غریبوں سے بھی ہمدردی تھی۔ خاص طور سے بچوں کے لیے اس نے دل کھول کر عطیات دیے تھے۔

ایک طرف تو میراڈونا کھیل کے حوالے سے نامور ہورہا تھا۔ دوسری طرف اس کا تاثر ایک بگڑے ہوئے لڑکے کا ہورہا تھا جسے نئی نئی دولت مل گئی تھی اور وہ آپے سے باہر ہورہا تھا۔ اس کی بداخلاقی' بدتمیزی اور بے راہ روی کے چرچے عام تھے۔ اس پر منشیات استعمال کرنے اور لڑکیوں سے روابط رکھنے کے الزامات لگ رہے تھے۔ غرض کہ میراڈونا کی شخصیت کو کسی طرح صاف ستھری اور مثالی قرار نہیں دیا جاسکتا تھا۔ اس کے باوجود اس کی چاہت اور مقبولیت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ خاص طور سے ارجنٹائن کے لوگ اسے کسی دیوتا کی طرح پوجتے تھے۔ ایسی مقبولیت کی مثال صرف پیلے کی ذات پیش کرچکی تھی۔ اس کے بعد کسی فٹ بالر کو محبوبیت عامہ نصیب نہیں ہوئی پھر یہ اعزاز میراڈونا نے حاصل کیا تھا۔

O☆O

۱۹۸۶ء میں میکسیکو ورلڈ کپ قریب آرہا تھا۔ تمام فٹ بال ٹیموں کی تیاریاں زور پکڑرہی تھیں۔ تربیتی کیمپ لگ رہے تھے۔ جہاں فٹ بالرز جنونیوں کی طرح تربیت میں مصروف تھے۔ ارجنٹائن میں بھی تیاری زوروشور سے جاری تھی لیکن اس سے پہلے ایک ایسا واقعہ ہوا جس کے بارے میں لوگوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ ارجنٹائن کا کوچ بلارڈو تھا اور اس کے خیال میں قیادت ٹیم کا بنیادی مسئلہ تھی۔ افواہ تھی کہ کپتانی کے لیے سابق کپتان پاریلا' فیلول اور کروسیوو کے نام قابل غور تھے۔ ایک انٹرویو میں میراڈونا نے کہا۔

"میں نے نہ تو کپتانی کی خواہش کی اور نہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن جب مجھے اس اعزاز کا اہل سمجھا گیا تو میں نے اسے چیلنج سمجھ کر قبول کرلیا۔"

انٹرویو کرنے والے نے چبھتے لہجے میں کہا "لیکن کہا تو یہ جاتا ہے کہ پاریلا کے کپتانی سے ہٹائے جانے میں آپ کا ہاتھ تھا۔"

"یہ بالکل غلط ہے" میراڈونا نے پرزور لہجے میں کہا۔

ورلڈ کپ سے ذرا پہلے یہ خبر آئی کہ کپتان میراڈونا ہوگا۔ کسی نے اس پر یقین نہیں کیا لیکن جب ارجنٹائن کی فٹ بال ایسوسی ایشن نے اعلان کیا تو شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی تھی۔ بلارڈو سے پہلے منوٹی ارجنٹائن کا کوچ تھا۔ اس کی نگرانی میں ارجنٹائن نے ۱۹۷۸ء کا ورلڈ کپ کھیلا اور کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد بلارڈو کوچ بنا۔ ۱۹۸۲ء میں اسے ایک منتشر اور بکھری ہوئی ٹیم دی گئی تھی۔ نتیجہ ناکامی کی صورت میں نکلا۔ لیکن اس کے بعد اس نے اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے تھے۔ ۱۹۸۲ء میں اسے ایک ناتجربہ کار ٹیم دی گئی تھی لیکن اس میں سارے بے مثال کھلاڑی تھے جو آنے والے دنوں میں ارجنٹائن کی طاقت بن گئے تھے۔ بلارڈو نے ان کو نکھارا تھا۔ نئی ٹیم کے ساتھ نئی قیادت بھی ضروری تھی اور پاریلا پرانا ہوچکا تھا لہٰذا اس کی نظرانتخاب میراڈونا پر گئی۔ پچیس سالہ اسٹار فارورڈ اب تجربے کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں تھا۔

۱۹۸۲ء کے بعد سے میراڈونا زیادہ تر یورپ میں کھیلتا رہا تھا۔ اس کا تبادلہ اسپین کے کلب بارسلونا میں ہوا تھا اور یہ تبادلہ بھاری معاوضے کے عوض ہورہا تھا۔ اس میں میراڈونا کو بھی خطیر رقم ملی تھی لہٰذا اس نے ملک کے بجائے ایک اجنبی ماحول میں کھیلنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی تھی۔ اس پر ارجنٹائن کے فٹ بال حلقوں نے خاصا شور مچایا

تھا کہ یورپ والے دولت کے بل پر ان کے اسٹارز فٹ بالر کو اپنے ہاں کھینچ لے جاتے ہیں لیکن یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ ارجنٹائن کی تقریباً پوری ٹیم ہی یورپی لیگ کھیلتی تھی۔ میراڈونا کا یہ معاملہ تھا کہ لوگ اس سے والہانہ دلچسپی رکھتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ وہ ان کے سامنے فٹ بال کھیلتا رہے۔

لیکن لوگوں کے چاہنے سے یہ ممکن نہیں تھا کہ فٹ بالرز یورپ کی تر تر کو چھوڑ کر اپنے ملک کی روکھی سوکھی پر گزارا کرتے رہیں۔ لہٰذا میراڈونا بھی چلا گیا اور اگلے چار سال میں اسے کچھ ہی عرصہ فٹ بال ارجنٹائن میں کھیلنے کا موقع ملا تھا۔ ورنہ وہ زیادہ تر بارسلونا کی طرف سے کھیلتا رہا۔ اجنبی ماحول، نامانوس آب وہوا اور تماشائی۔ یہ سب اس کے لیے بے زار کن تھے۔ واحد کشش جو اسے اسپین میں روکے ہوئے تھی، وہ دولت کی تھی۔ حالانکہ یہ اس کے آباواجداد کا ملک تھا اور یہیں سے جا کر انہوں نے ارجنٹائن کو آباد کیا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ جتنے افراد اس وقت اسپین میں رہ رہے ہیں اس سے کم از کم چار گنا زیادہ تعداد میں امریکا میں آباد ہیں۔ اسپین ترک وطن کے شائق معلوم ہوتے ہیں۔

پہلا سیزن ہی میراڈونا کے لیے برا پیغام لے کر آیا۔ وہ اسپین کی آب وہوا برداشت نہ کرسکا اور بیمار ہوگیا۔ اسے یرقان تشخیص ہوا اور ڈاکٹروں نے اسے مکمل آرام کا مشورہ دیا ہے۔ بے چاری بارسلونا بھاری معاوضہ اور ٹرانسفر فیس دینے کے باوجود میراڈونا کے بغیر ہی کھیلتی رہی تھی۔ اگلا سیزن بھی زیادہ اچھا نہیں گزرا تھا۔ بارسلونا نے یورپی کپ ونرکپ میں مانچسٹر یونائیٹڈ کے خلاف فائنل کھیلا تو میراڈونا ٹانگ کے درد سے بے حال تھا۔ اس کی حالت اس گھوڑے کی سی تھی جس نے جوکی کو ریس کے آخری مرحلے تک پہنچا دیا ہو لیکن یہاں پہنچ کر اس کے قدم لڑکھڑانے لگے ہوں۔ میچ سے پہلے اس نے درد کش دوا کے نو عدد انجکشن لگوائے اور میدان میں آگیا۔ حالانکہ اس سے پاؤں ہلانا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ نتیجہ صاف ظاہر تھا، اسے دس منٹ کے اندر واپس جانا پڑا اور مانچسٹر یونائیٹڈ کپ ونرکپ کی فاتح ٹھہری۔

مگر اگلے دو سال میں میراڈونا نے تمام مشکلات پر قابو پالیا تھا۔ اس نے خود کو ماحول اور تماشائیوں سے ہم آہنگ کرلیا اور اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتا رہا۔ پہلی بار یورپ والوں نے اسے پوری فارم میں دیکھا تھا۔ ۱۹۸۶ء کے ورلڈکپ کی آمد کے موقع پر جب میراڈونا تربیتی کیمپ کے لیے روانہ ہو رہا تھا تو ایک صحافی نے اس سے انٹرویو کے دوران میں پوچھا "کیا آپ جنوبی امریکا میں کھیلنے میں دشواری محسوس نہیں کریں گے۔ کیونکہ آپ نے زیادہ تر فٹ بال یورپ میں کھیلی ہے۔"

میراڈونا طنز سمجھ گیا تھا۔ اس نے تحمل سے جواب دیا "ایسا نہیں ہے۔ ارجنٹائن میرا وطن ہے اور میں وہاں کسی بھی حالت میں خود کو ایڈجسٹ کرسکتا ہوں۔"

"ملک میں فٹ بال نہ کھیلنے کی وجہ کیا ملنے والا معاوضہ ہے؟"

"ہاں، یہ بات بھی ہے" میراڈونا نے اعتراف کرلیا "لیکن اس سے میری حب الوطنی پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اگرچہ میں نے لیگ کھیلنا کم کردی ہے لیکن اب بھی میں اپنے ملک کے لیے کھیلتا ہوں۔"

اگلا سوال بھی چبھتا ہوا تھا۔ "کیا آپ اپنی فٹ نیس اور فارم سے مطمئن ہیں۔ جبکہ ورلڈکپ نزدیک آچکا ہے اور اس کی تیاری جاری ہے؟"

"میں اپنی فٹ نیس اور فارم سے پوری طرح مطمئن ہوں" اس نے اعتماد سے کہا "ورلڈکپ میں لوگ دیکھ لیں گے۔"

لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس وقت میراڈونا کچھ مسائل سے دوچار تھا۔ اس کے دائیں پیر میں تکلیف تھی اور اس کی کمر بھی مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ نہ جانے کب چوٹ لگی تھی، اب اس پر جب بھی تازہ چوٹ لگتی تو درد جاگ اٹھتا تھا۔ میراڈونا جیسے فارورڈز کو ہمیشہ سے چوٹوں کا اندیشہ رہتا ہے۔ دفاعی کھلاڑی ان کے حملے روکنے کے لیے انہیں فاؤل کرکے گرادیتے ہیں۔ انہیں جسمانی طور پر ضرر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کھیل کے اہم ترین لمحات میں جسمانی طور پر غیر معمولی مشقت سے بھی انہیں زخم آجاتے ہیں۔ بہت کم کھلاڑی ایسے ہوتے ہیں جو کھیلوں میں چوٹوں سے دور رہتے ہوں۔ میراڈونا کی خوش قسمتی کہ اسے کبھی اتنی سنگین چوٹ نہیں آئی کہ وہ غیر معینہ مدت کے لیے کھیل کے میدان سے دور ہوجاتا۔ اس کے باوجود اسے اکثر چھوٹی موٹی چوٹیں پریشان کرتی رہتی تھیں۔

ورلڈکپ ۱۹۸۶ء کے لیے میکسیکو کو میدان کے طور پر چنا گیا تھا۔ یہ پانچواں موقع تھا جب ورلڈکپ امریکا کی سرزمین پر کھیلا جارہا تھا۔ امریکا سے مراد جنوبی اور شمالی دونوں براعظموں کا خطہ ہے۔ جو ایک پتلی سی خشکی کی پٹی سے جڑا ہوا ہے۔ جنوبی امریکا سے ہمیشہ کم از کم سات ٹیمیں ورلڈکپ کے لیے کوالی فائی کرتی رہی ہیں۔ ان کے مقابلے میں یورپی

ٹیموں کی تعداد بھی اتنی ہی ہوتی تھی لیکن حالیہ برسوں میں ورلڈکپ کی ٹیموں کی تعداد بڑھ جانے سے یورپ کو زیادہ فائدہ ہوا ہے۔ اب اس کی درجن بھر ٹیمیں ورلڈکپ کھیلتی ہیں مگر ہونے والے تمام ورلڈ کپس میں نصف سے زیادہ یورپ میں ہوئے ہیں۔ جس سے فیفا کے ادارے پر ان کی برتری اور قبضے کا بہ خوبی اظہار ہوتا ہے۔ فیفا کی مرکزی تنظیم میں یورپی ممالک سے تعلق رکھنے والے اراکین کا غلبہ ہے اور تمام فیصلے ان کی مرضی سے کیے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ ہر معاملے میں اپنا مفاد دیکھتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ فائدہ خود اٹھائیں لہٰذا جب فٹ بال ورلڈکپ کے لیے کوالی فائی راؤنڈز ہو رہے ہوتے ہیں تو ان کے ڈراز کچھ اس طرح رکھے جاتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یورپی ٹیموں کو کرنے کا موقع ملے فیفا کی اس حکمت عملی کے نتیجے میں ورلڈکپ میں یورپی ٹیموں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اسی طرح جب ورلڈکپ کے انعقاد کا فیصلہ ہوتا ہے تو زیادہ تر کسی یورپی ملک کو چنا جاتا ہے۔ حالانکہ تیسری دنیا کے کئی ممالک ورلڈکپ کرانے کے لیے بہترین انتظامات رکھتے ہیں۔ میکسیکو کا ورلڈکپ اس کی ایک مثال ہے۔ اس کے باوجود اگر کسی یورپی ملک کا انتخاب کیا جاتا ہے تو اس میں سہولیات سے زیادہ یورپ کے مفاد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ورلڈکپ فٹ بال اتنا بڑا ایونٹ ہے کہ جس ملک میں ہوتا ہے' وہاں کی معاشی حالت ہی بدل دیتا ہے۔ کروڑوں کی اسپانسرشپ' تعمیراتی کام' تشہیر' سیاحوں کی آمد اور اس سے بے بہا زرمبادلہ کا حصول' بعض اوقات تو زیرگردش رقم میں ملک کے بجٹ کے برابر اضافہ ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ورلڈکپ فٹ بال جیسے نفع بخش ٹورنامنٹ کے لیے رسا کشی جاری رہتی ہے اور زیادہ تر یورپی ممالک ہی فاتح ٹھہرتے ہیں۔ اسی وجہ سے تین میں سے دو ورلڈکپ یورپ میں ہوئے ہیں۔ بادلِ ناخواستہ ایک آدھ ٹورنامنٹ دوسرے ممالک کو جاتا ہے۔ افریقہ اور ایشیا سے ہر ورلڈکپ میں کم از کم چھ سات ٹیمیں شریک ہوتی ہیں مگر ایشیا میں صرف ایک بار ورلڈکپ ہوا ہے جبکہ افریقہ اس سے بھی محروم ہے۔ اس دفعہ بھی بیجنگ کی درخواست جس طرح مسترد کی گئی وہ فیفا کے حکام کی ذہنیت ظاہر کرتی ہے۔ حالانکہ چین نے سب سے اچھی پیش کش کی تھی۔ البتہ آئندہ ورلڈکپ کے لیے بادلِ ناخواستہ اس کی درخواست منظور کر لی گئی ہے لیکن سیاست اور کھیل کو الگ الگ رکھنے کا پرچار کرنے والے مسلسل چین کو دھمکا رہے ہیں کہ اگر اس نے امریکا اور یورپ سے اپنے تعلقات بہتر نہیں کیے تو اسے ورلڈکپ ۲۰۰۶ء کی میزبانی سے محروم بھی کیا جا سکتا ہے۔

ایک طرف تو ایشیا اور افریقہ کو ورلڈکپ کی نمائندگی سے قطعی محروم رکھا گیا ہے تو دوسری طرف جنوبی امریکا سے بھی فیفا کا رویہ سوتیلی اولاد کا سا ہے۔ اسے ورلڈکپ کی میزبانی اور پھر ورلڈکپ سے محروم رکھنے کے لیے ہر ممکن ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ برازیل جیسے بڑے اور فٹ بال کے شیدائی ملک کو صرف ایک بار ورلڈکپ کی میزبانی دی گئی ہے۔ جبکہ وہ بار بار یہ اعزاز حاصل کر چکا ہے۔ اس کے مقابلے میں جرمنی' انگلینڈ اور فرانس یہ اعزاز دو بار حاصل کر چکے ہیں جبکہ انہیں دو بار سے زیادہ ورلڈکپ جیتنے کا اعزاز حاصل نہیں ہے۔

یہی نہیں بلکہ کھیل کے میدان میں بھی کوشش کی جاتی ہے کہ ورلڈکپ کسی یورپی ملک کے پاس ہی رہے۔ ۱۹۹۰ء کے اٹلی کے ورلڈکپ میں فیفا کے ریفریز نے جو کارروائی پیش کی اسے بدترین جانب داری کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ چاہے میچ کیمرون اور انگلینڈ کا ہو۔ جس میں ریفری انگلینڈ کی مدد نہ کرتے تو وہ سیمی فائنل کھیلنے کے اعزاز سے محروم ہی رہ جاتا۔ اسی طرح فائنل میں ارجنٹائن کے خلاف جرمنی کو جس طرح پینلٹی کک دی گئی وہ ساری دنیا نے دیکھا۔ حالانکہ جرمن کھلاڑیوں نے اس فائنل میں بدترین حربوں کا مظاہرہ کیا تھا لیکن انہیں نظرانداز کرکے ریفری نے صرف ارجنٹائن کے دفاعی کھلاڑی کی غلطی پکڑی اور جرمنی کو موقع دے دیا کہ وہ آخری لمحے میں گول کر کے ایک بار پھر ورلڈکپ کا اعزاز حاصل کرے اور پچھلے ورلڈکپ میں ارجنٹائن سے اپنی شکست کا بدلہ لے لے۔

ریفریز اور میچ آبزرور کی صورت میں فیفا نے میچ پر فیصلے کی قوت ایک طرح سے خود حاصل کر لی ہے۔ جس کا اثر اس کھیل پر منفی پڑ رہا ہے۔ دوسرے اس ادارے کی سرگرمیوں کا دائرہ کار یورپ تک محدود ہے۔ اس کا سربراہ بھی عام طور سے یورپ سے ہی ہوتا ہے۔ یورپ میں ہونے والے ٹورنامنٹس پر یوں توجہ دی جاتی ہے جیسے یہ فیفا کے اپنے ٹورنامنٹس ہوں۔ ان کے مسئلے فوراً حل کیے جاتے ہیں۔ یورپی لیگ کو فیفا کی براہ راست سرپرستی حاصل ہے۔ اس کے برعکس ایشیا' جنوبی امریکا اور افریقہ کے ٹورنامنٹس سے فیفا کو کوئی خاص سروکار نہیں ہوتا اور یہ ان کے اپنے ٹورنامنٹس کہلاتے ہیں۔ نہ ان کے مسائل حل کرنے پر توجہ دی جاتی ہے۔ فیفا اسپانسرشپ سے جو خطیر رقوم حاصل

کرتا ہے' وہ زیادہ اس کے انتظامی اخراجات میں کھپ جاتی ہے اور ان ملکوں کی مالی امداد کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں بچتا جو فٹ بال کے معیار کو بلند کرنے کی جدوجہد کررہے ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے فیفا کا سارا سیٹ اپ یورپ میں ہے۔ گویا گھاس گائے کھا گئی اور گائے چار دوست کھا گئے۔

○☆○

ورلڈکپ کے آغاز کے وقت ہی یہ واضح تھا کہ ارجنٹائن اس بار ایک نئی طاقت کے ساتھ میدان میں اتری تھی۔ اس کے کھلاڑیوں کے تیور جارحانہ تھے اور ان کا کھیل فٹ بال کی کلاسیکل تفسیر بنا ہوا تھا۔ ماہرین ان کے لیے زیادہ پرامید نہیں تھے۔ ان کی توجہ کا مرکز برازیل اور جرمنی تھے جو فٹ بال کی سپرپاورز تسلیم کیے جاتے ہیں۔ مگر میراڈونا کی قیادت میں اس کے ساتھی کچھ اور ہی تہیہ کرکے آئے تھے۔ گروپ میچوں کے بعد ہی ماہرین اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہوگئے تھے۔

"اس بار ورلڈکپ ارجنٹائن لے جائے گا" پیلے نے کہا تھا۔

اگرچہ یورپ کے ماہرین اور مبصرین اب بھی جرمنی کو فیورٹ قرار دے رہے تھے۔ مگر فائنل میں ان کے اندازے غلط ثابت ہوئے تھے۔ "سوکر ورلڈ" نے سرخی جمائی تھی۔ "جرمن فٹ بال ورلڈکپ کی حق دار" اس میں جرمن ٹیم اور اس کے کھلاڑیوں کا موازنہ دیگر ٹیموں سے کرتے ہوئے اسے فیورٹ قرار دیا تھا۔ یہ درست ہے کہ جرمن ٹیم ہمیشہ سے مضبوط رہی ہے لیکن دوسری ٹیمیں' خاص طور سے ارجنٹائن اور اٹلی کسی طرح اس سے کم نہیں تھیں۔ ارجنٹائن کی کارکردگی سب کے سامنے تھی۔

پری کوارٹر فائنل میں ارجنٹائن نے بہ آسانی چلی کو شکست دی اور کوارٹر فائنل میں اس کا مقابلہ انگلینڈ کی مضبوط ٹیم سے تھا۔ میچ بڑے سنسنی خیز انداز میں شروع ہوا تھا۔ دونوں ٹیمیں ایک دوسرے پر متواتر حملے کررہی تھیں لیکن دفاعی کھلاڑیوں کے شاندار کھیل کی وجہ سے فارورڈز ناکام رہے تھے۔ میراڈونا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسلسل حرکت میں تھا۔ وہ موقع کی تلاش میں تھا۔ انگلش کھلاڑیوں کا دفاع خوبصورت تھا لیکن ان کا مقابلہ میراڈونا' بیٹس ٹوٹا اور کینی جیا سے تھا۔ آخر میراڈونا کو موقع ملا اور وہ بال لے کر ڈی میں گھس گیا۔ دفاعی کھلاڑیوں نے فوراً اس کے گرد حصار باندھ لیا تھا۔ اسے موقع نہیں مل رہا تھا کہ گیند کسی کھلاڑی یا گول تک پہنچا سکے۔ ہر لمحے خطرہ تھا کہ بال اس سے چھن جائے گی۔ اس موقع پر دفاع میں ذرا سا رخنہ پیدا ہوا اور اس نے بال اپنے ساتھی کو دی۔ دفاعی کھلاڑی عجلت میں منتشر ہوئے ہی تھے کہ بال واپس میراڈونا کے پاس آگئی۔ یہ شاندار ریورس پاس تھا۔ جو کپتان اور کھلاڑیوں کے درمیان مکمل ذہنی ہم آہنگی کا نتیجہ تھا۔ اب میراڈونا کے سامنے سوائے گول کیپر کے کوئی نہیں تھا۔ اس نے اسے ڈاج دیا۔ اسی لمحے کوئی دفاعی کھلاڑی اس کے پیروں سے ٹکرایا۔ اس کا توازن بگڑا۔ گرتے گرتے بھی اس نے گیند کو گول میں پھینکنے کی کوشش کی مگر توازن بگڑنے سے بال اس کے پیر کے بجائے جسم کے اوپری حصے سے لگی اور گول میں چلی گئی۔ ریفری جو فاؤل کی وسل بجانے جارہا تھا' اس نے ارادہ ملتوی کردیا ورنہ انگلینڈ کے دفاعی کھلاڑی نے جس قسم کا فاؤل کیا تھا' اس پر ریفری فوراً پینلٹی کک دے دیتا۔

بعد میں ری پلے سے واضح ہوگیا تھا کہ میراڈونا نے یہ گول کرنے کے لیے ہاتھ کا سہارا لیا تھا۔ جو صریحاً فاؤل تھا مگر ریفری اور انگلش کھلاڑی اسے نہ دیکھ سکے۔ یوں وقتی طور پر سوائے میراڈونا کے کسی کو نہیں معلوم ہوا کہ گول غلط ہے۔ بعد میں تیز رفتار کیمروں نے اس کا پول کھول دیا۔ اس گول پر مغربی میڈیا نے ایک طوفان برپا کردیا تھا۔ انہوں نے میراڈونا کو بدمعاش اور بددیانت کے خطاب دیے تھے مگر میراڈونا کو اس لعن طعن کی قطعی پروا نہیں تھی۔ اس کوارٹر فائنل میں اس کے کیے دوسرے گول کو نہ صرف عالمی مبصرین اور ماہرین نے بلکہ خود برطانوی مبصروں نے فٹ بال کی تاریخ کا خوب صورت ترین گول قرار دیا تھا۔

ورلڈکپ کے دوران میں میراڈونا کا کھیل عروج پر تھا اور سیمی فائنل سے پہلے ہی واضح تھا کہ اسے مین آف دی ٹورنامنٹ قرار دیا جائے گا۔ اس کے کھیل کا موازنہ صرف پیلے کے ۱۹۷۰ء کے ورلڈکپ کے کھیل سے کیا جاتا ہے۔ جب اس کی سحر انگیز کارکردگی نے مخالفوں کو بھی اس کو ماننے پر مجبور کردیا تھا۔ میراڈونا کے برعکس پیلے کے کھیل کی خاص بات اس کی کارکردگی کا تسلسل تھا۔ اس نے کبھی کم تر معیار کا کھیل پیش نہیں کیا تھا اور اس کی مجموعی کارکردگی ہمیشہ اعلیٰ ترین رہی۔ اس کے برعکس میراڈونا نے پانچ ورلڈکپ کھیلے لیکن سوائے ۱۹۸۶ء کے میکسیکو ورلڈکپ اور ۱۹۹۰ء کے اٹلی ورلڈکپ کے اس کی کارکردگی کو اعلیٰ ترین نہیں کہا جاسکتا ہے۔

۱۹۸۰ء کے بعد سے میڈیا کی بے پایاں ترقی نے فٹ بال کو گھر گھر پہنچادیا تھا۔ ۱۹۷۰ء کا ورلڈکپ دنیا کی صرف ایک بٹا

چھ آبادی نے دیکھا۔ لیکن ۱۹۹۰ء کا ورلڈ کپ نصف دنیا نے دیکھا تھا اور ۱۹۹۸ء کے فرانس ورلڈ کپ سے دنیا کی اسّی فیصد آبادی محظوظ ہوئی تھی۔ اسی تناسب سے اسپانسر شپ اور انعامی رقومات میں زبردست اضافہ ہوا تھا۔ اس سے کھیل میں پیشہ ورانہ عنصر اتنا زیادہ داخل ہوگیا تھا کہ جارحانہ کھیل کھیلنے والی ٹیموں نے بھی خطرات مول لینے سے گریز شروع کردیا۔ یورپی ٹیمیں ہمیشہ مثالی دفاع کے نظریئے پر کاربند رہی تھیں اور ان کا زیادہ تر کھیل اسی حکمت عملی کے تحت کھیلا جاتا رہا ہے۔ اس کے برعکس جنوبی امریکا کی ٹیمیں خاص طور سے برازیل، ارجنٹائن اور میکسیکو جارحانہ فٹ بال پر یقین رکھتی تھیں۔ ان کی اصل طاقت ان کے فارورڈز تھے اور ان کی توجہ دفاع سے زیادہ حملے پر مرکوز ہوتی تھی اور وہ جب بھی اپنا اصل کھیل کھیلتے تو یورپی ٹیموں کے دفاع پر حاوی ہوجاتے تھے۔ جب یورپی ٹیمیں ان کے مقابلے میں لاچاری محسوس کرنے لگیں تو انہوں نے دو حکمت عملیاں اپنائیں۔ پہلے تو اپنے دفاع کو آخر حد تک مضبوط کردیا۔ دوسرے انہوں نے فیفا میں اپنی برتری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے من پسند قوانین منظور کرانے شروع کردیے۔ خاص طور سے فاؤل کے قوانین بے حد سخت کردیے گئے۔ اب ریفری میدان میں جارحانہ رویئے کا مظاہرہ کرنے والے کے خلاف یلو یا ریڈ کارڈ استعمال کرسکتے تھے۔

ان قوانین کا مقصد فارورڈز کی حرکت پذیری اور حملے کرنے کی صلاحیت کو محدود کرنا تھا۔ یہ تقریباً وہی حربہ ہے جو کرکٹ میں بالروں کے خلاف آزمایا گیا۔ جب رنگ دار ٹیمیں سفید فام ٹیموں کے خلاف اپنے فاسٹ بالروں پر انحصار کرنے لگی تھیں۔ اسی طرح ہاکی میں ایشیا کی تیز رفتار ہاکی کو محدود کرنے کے لیے آسٹروٹرف اور قوانین کا سہارا لیا گیا۔ فیفا کے ان قوانین کے نتیجے میں دونوں ٹیمیں محتاط کھیل پیش کرنے پر مجبور ہوگئیں۔ ریفریز کے بے پناہ اختیارات نے انہیں مجبور کیا کہ وہ فاؤل سے گریز کریں ورنہ ان کے سر پر ریڈ کارڈ کی تلوار ہمیشہ لٹکی رہے گی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنوبی امریکا کی ٹیموں کا جارحانہ انداز بتدریج دفاعی ہوتا چلا گیا۔ اس دوران میں یورپی ٹیمیں دفاع کے مثالی طریقے کو مکمل طور پر اپنا چکی تھیں اور ان کے کھلاڑی ایک مشینی انداز کا کھیل کھیلنے کے عادی ہوچکے تھے جس میں ہر موو پہلے سے طے ہوتی تھی۔

نقصان برازیل اور ارجنٹائن کو اٹھانا پڑا۔ ان کے کھلاڑی دفاع کے عادی نہیں تھے اور اس کا نتیجہ ۱۹۹۰ء کے ورلڈ کپ میں جرمنی کی فتح کی صورت میں نکلا۔ جو اپنے غیر معمولی دفاع کی بدولت دوسری بار ورلڈ چیمپئن بننے میں کامیاب رہا تھا۔ ۱۹۸۶ء میں کیوں کہ ورلڈ کپ ایک تیسری دنیا کے ملک میں ہو رہا تھا، دوسرے فیفا کے قوانین ابھی پوری طرح لاگو نہیں ہوئے تھے، تیسرے لوگ جارحانہ کھیل کو پسند کرتے تھے لیکن سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ کھیل میں پیشہ ورانہ عنصر اس قدر نہیں آیا تھا کہ فتح کے لیے کھیل کی خوبصورتی قربان کردی جاتی۔

سیمی فائنل میں میزبان میکسیکو کو شکست دے کر ارجنٹائن نے فائنل کے لیے کوالی فائی کرلیا تھا۔ جہاں اس کا مقابلہ روایتی حریف جرمنی سے تھا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہ دونوں ٹیمیں ورلڈ کپ فائنل میں چار بار آمنے سامنے آئی ہیں، کسی اور دو ٹیموں کو ایک دوسرے کے خلاف ورلڈ کپ فائنل اتنی بار کھیلنے کا موقع نہیں ملا۔ چار میں سے دو بار ارجنٹائن فاتح رہا اور یہی اس کے نصیب کے دو ورلڈ کپ ہیں۔

فائنل والے دن میکسیکو سٹی کے فٹ بال اسٹیڈیم میں ایک لاکھ کے لگ بھگ تماشائی موجود تھے اور ٹی وی پر ایک ارب سے زیادہ افراد براہ راست یہ میچ دیکھ رہے تھے۔ سابق اسپین ورلڈ کپ جتنا پھیکا ثابت ہوا، میکسیکو کا ٹورنامنٹ اتنا ہی رنگا رنگ اور سنسنی خیز ہوا تھا۔ اول تو جرمنی اور برازیل جیسی تجربہ کار ٹیموں کے مقابلے میں ارجنٹائن کی نوجوان اور کم تجربہ کار ٹیم کی فتح ہی اپ سیٹ ثابت ہوئی تھی۔ جس کے پاس سوائے میراڈونا کے کوئی اسٹار فٹ بالر نہیں تھا۔ جو ان کا کپتان بھی تھا۔ وہ دوسری ٹیموں اور ارجنٹائن میں بنیادی فرق ثابت ہوا تھا۔ فائنل میں بھی میراڈونا چھایا رہا۔ اس کا کھیل اور اس کے حملے قابل دید تھے۔ جرمنی کے خلاف تین میں سے دو گول اس نے کیے تھے اور تیسرا گول بھی اس کے شاندار پاس پر ممکن ہوا تھا۔ جواب میں جرمن کھلاڑی دو گول کرسکے اور فائنل دو کے مقابلے میں تین گول سے ارجنٹائن کے ہاتھ رہا تھا۔

اس موقع پر اسٹیڈیم میں موجود ارجنٹائن کے تماشائی خوشی سے دیوانے ہوگئے تھے۔ ان کی ٹیم نے کھویا ہوا اعزاز دوبارہ حاصل کرلیا تھا۔ صرف ایک ورلڈ کپ کے بعد اور اس کا سارا کریڈٹ میراڈونا کو جاتا تھا۔ جس کی ولولہ انگیز قیادت اور ساحرانہ کھیل نے ارجنٹائن کو ایک بار پھر عالمی چیمپئن بنادیا تھا۔ جرمنی کی ٹیم نے میچ میں بہت شاندار اور متحدہ کھیل پیش کیا تھا۔ ان کی پاسنگ، ان کا دفاع اور ان کی

تکنیک ہر چیز قابل دید تھی مگر اس کا کیا کیا جائے کہ ان کا مقابلہ میراڈونا سے تھا۔ جس نے اپنے کھیل سے انہیں پچھاڑ کر رکھ دیا۔ اس کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ارجنٹائن کی طرف سے کیے جانے والے نوّے فیصد حملے میراڈونا کے مرہون منت تھے اور تینوں گول بھی اسی کی وجہ سے ممکن ہوئے تھے۔

ارجنٹائن کے باشندے اس فتح پر دیوانے ہوگئے تھے۔ کئی دنوں سڑکوں اور گلیوں میں جشن کا سا سماں رہا تھا۔ اس خوشی میں عام تعطیل دی گئی تھی۔ ساری عوام گھروں سے نکل آئے تھے اور مسرت کے جام پی کر دیوانہ وار رقصاں تھے۔ فاتح ٹیم کے استقبال کے لیے سرکاری طور پر تیاریاں کی جارہی تھیں۔ ہر طرف میراڈونا کی تصاویر تھیں اور اس کے چرچے تھے۔ وہ اب صرف فٹ بال اسٹار ہی نہیں بلکہ ایک عوامی محبوب بن گیا تھا۔ جس کے ایک اشارے پر پوری قوم کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔ اس وقت میراڈونا اشارہ بھی کردیتا تو لوگ حکومت کا تختہ بھی الٹ دیتے۔ شاید قارئین کو یہ بات مبالغہ لگے لیکن یہ راقم کی نہیں، بلکہ ان لوگوں کی رائے ہے جنہوں نے ان دنوں ارجنٹائنی عوام کا جوش وجذبہ دیکھا تھا۔

میراڈونا کا کھیل اس قدر نمایاں تھا کہ تمام ہی میڈیا اس کا نوٹس لینے پر مجبور ہوا۔ یورپین سوکر نے سرخی جمائی "میراڈونا نے ورلڈ کپ جیت لیا" اس میں لکھا گیا تھا کہ میراڈونا کے بغیر ارجنٹائن کی ٹیم دوسرے مرحلے کے لیے بھی کوالی فائی نہیں کرسکتی تھی لیکن جب میراڈونا کھیل رہا تھا تو سب کو یقین تھا کہ ارجنٹائن عالمی چیمپئن بن جائے گا۔ دیگر رسالوں اور اخبارات نے میراڈونا کی تعریف وتوصیف میں مضامین کے ڈھیر لگادیے۔ وہ ان دنوں صحیح معنوں میں ہاٹ کیک بن گیا تھا۔ ایک دنیا کے رپورٹرز اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

پھر ارجنٹائن میں میراڈونا اور اس کی ٹیم کا جو فقید المثال استقبال ہوا، آج تک ایسا استقبال کسی فاتح ٹیم کو اپنے ملک میں نصیب نہیں ہوا تھا۔ قارئین اندازہ لگاسکتے ہیں کہ تیسری دنیا کے جذباتی عوام اس موقع پر کیا کرسکتے ہیں۔ بیونس آئرس کے ائرپورٹ کو لاکھوں افراد نے گھیر لیا تھا اور ائرپورٹ کو شہر سے ملانے والی میلوں لمبی سڑک پر ٹریفک بری طرح جام تھا۔ جب میراڈونا ورلڈ کپ لیے طیارے سے برآمد ہوا تو لوگ ہر پابندی توڑ کر طیارے تک جا پہنچے تھے اور انہوں نے پوری ٹیم کو شانوں پر سوار کرا کے ائرپورٹ سے باہر پہنچایا تھا۔

اس استقبال نے جہاں دنیا کو بتایا کہ ارجنٹائن کے لوگ یہ اعزاز حاصل کرنے پر کس قدر خوش تھے، دوسری طرف میراڈونا کو احساس دلایا کہ وہ اپنے لوگوں کے لیے ایک ماورائی ہستی بن گیا ہے اور اسی چیز نے اس کے طرز عمل میں تبدیلی پیدا کردی تھی لیکن فاتحوں کے نخرے بھی ہنس کر سہے جاتے ہیں لہٰذا کسی نے میراڈونا کی بددماغی اور پریس سے اس کے طرز عمل کا برا نہیں مانا۔ حالانکہ اس نے اپنے مکان کے سامنے جمع ہونے والے صحافیوں کو دھکے دیے اور انہیں تھپڑ مارے جو یہ بے عزتی صرف اس لیے خاموشی سے برداشت کرگئے کہ میراڈونا ان کا اسٹار تھا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ واضح کردیا کہ میراڈونا کا یہ طرز عمل ہم تک محدود رہے تو بہتر ہے ورنہ وہ نہ صرف خود بدنام ہوگا بلکہ اپنے ملک کی بدنامی کا باعث بھی بنے گا۔

لیکن وہ یہ بات سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ یہ بھی درست ہے کہ ملک سے باہر بھی میراڈونا کے پرستاروں کی کمی نہیں تھی۔ خاص طور سے نوجوان فٹ بالروں کا وہ آئیڈیل تھا۔ یورپ میں لیگ میں اس کے مداحوں کی کمی نہیں تھی لیکن ان میں ایک فرق تھا۔ وہ بہرصورت ان کے لیے غیر ملکی تھا۔ جس کی عزت تو کی جاسکتی تھی لیکن اس کے نخرے برداشت نہیں کیے جاسکتے تھے۔ ورلڈکپ کے بعد میراڈونا لیگ کھیلنے اسپین پہنچا تو آغاز ہی بدمزگی سے ہوا تھا۔ اس نے مشق کے دوران میں ایک لڑکے کو تھپڑ ماردیا۔ معاملہ کیا تھا یہ کسی کو نہیں معلوم ہوا۔ وہ لڑکا بھی پٹ کر خاموشی سے چلا گیا لیکن یہ منظر دیکھنے والے ایک رپورٹر کو خبر ضرور مل گئی۔

جیسا کہ ہم نے بتایا کہ یورپین لیگ کے لیے فیفا کا رویہ کسی مادر مہربان کا سا ہے۔ وہاں ہونے والے کسی بھی مسئلے پر فوری طور پر توجہ دی جاتی ہے لہٰذا میراڈونا کے واقعے کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا۔ فیفا کے عہدے داروں نے اس کا سخت ترین نوٹس لیا اور میراڈونا سے معافی مانگنے کو کہا گیا۔ مزے کی بات ہے کہ وہ لڑکا غائب تھا جس کی توہین ہوئی تھی لیکن دوسرے اس چیز کو بلاوجہ اچھال رہے تھے۔ فٹ بالرز کا جارحانہ رویہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی اور یورپی لیگ میں بھی ہر سال اس قسم کے کئی واقعات ہوتے تھے۔ معاملہ زیادہ سے زیادہ کلب حکام تک جاتا تھا اور کسی نہ کسی طرح رفع دفع کردیا جاتا تھا۔

لیکن اول تو میراڈونا غیر ملکی کھلاڑی تھا۔ دوسرے ۱۹۸۶ء میں ورلڈکپ میں ارجنٹائن کی فتح کے بعد وہ یورپ کی

نظروں میں چبھنے لگا تھا۔ اس واقعے سے ان لوگوں کو موقع مل گیا کہ وہ اس کے خلاف دل کا غبار نکالیں اور اسے لعن طعن کریں۔ یہ مشکل بارسلونا کے عہدے داروں نے میراڈونا کی جان چھڑائی جو معافی مانگنے کو تیار نہیں تھا۔ کلب کو بہرحال اپنا کھیل عزیز تھا۔ میراڈونا کے خلاف چلنے والی مہم سے اس کا کھیل متاثر ہو رہا تھا اور ظاہر ہے اس کا اثر میچوں پر بھی پڑتا۔ جبکہ آنے والے دنوں میں کلب کو کئی اہم کلبوں کے خلاف میچ درپیش تھے۔ بارسلونا کے سیکریٹری نے ایک پر ہجوم پریس کانفرنس میں کہا "میراڈونا نے غلط کیا' ٹھیک ہے لیکن اب بہتر ہوگا کہ معاملے کو آگے بڑھانے کے بجائے یہیں دفن کردیا جائے۔ ہمیں فٹ بال کے معیار پر نظر رکھنی چاہیے۔"

یہ کہنا تو آسان تھا کہ سب کو فٹ بال کے معیار پر نظر رکھنی چاہیے لیکن میراڈونا کے طرز عمل نے اسے ناممکن بنادیا تھا۔ میدان میں اس کا اکھڑپنے کی حد تک بد تمیز رویہ جاری تھا تو بیرون میدان میں اس کی سرگرمیوں کو غیر اخلاقی ہی کہا جاسکتا تھا۔ ظاہر ہے کوئی بھی کھلاڑی اگر عورتوں سے تعلقات اور شراب نوشی کے معاملے میں ملوث پایا جائے تو یہ بات اس کے چاہنے والوں کو پسند نہیں آئے گی۔ مزے کی بات ہے کہ یورپ اور مغربی دنیا کے لوگ خود تو مادر پدر آزاد رہنا پسند کرتے ہیں اور اس معاملے میں اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ ان کے نزدیک ایک انسان کا کسی دوسرے انسان سے صرف جنس کی حد تک رشتہ ہے۔ نشے کا یہ عالم ہے کہ ہیروئن اور ویلیم سے گزر کر اب کریک نامی نشہ مقبول ہو رہا ہے۔ شراب تو ان کے نزدیک پانی کی طرح ہو گئی ہے۔

اخلاق سے عاری اس معاشرے کا سب سے ہولناک پہلو وہاں کے اسکولوں میں دیکھنے میں آتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق فرانس میں اسکولوں میں پڑھنے والی نوے فیصد لڑکیاں دوران تعلیم ہی اپنی دوشیزگی کھو بیٹھتی ہیں اور طلبہ میں ستر فیصد کسی نہ کسی نشے میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے دس فیصد باقاعدہ نشہ کرنے والوں میں شامل ہیں۔ اسکول کے بعد کے نوجوانوں میں یہ تناسب اور زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس معاشرے کی اخلاق باختگی کا یہ عالم ہے کہ اکثر مغربی ممالک بہ شمول امریکا میں ہم جنس پرستی کو قانوناً تسلیم کرلیا گیا اور بعض ممالک میں تو اس قسم کی انوکھی شادیوں کو تسلیم بھی کیا جاتا ہے جو ایک ہی جنس کے افراد کے درمیان ہوتی ہیں۔

لیکن جب معاملہ سیاست دانوں اور ہیروز کا آتا ہے تو یہ لوگ انہیں پاکباز اور بااخلاق دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس معاملے میں کھیلوں کی ایسوسی ایشنز بھی قوانین بناتی ہیں۔ اگر کوئی کھلاڑی کسی غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث پایا جاتا ہے تو اسے نہ صرف جرمانے بلکہ کھیل سے محرومی کی سزا دی جاتی ہے۔ بعض اوقات تو یہ سزا تاحیات ہوجاتی ہے۔ اس کی ایک مثال کینیڈا کا ایتھلیٹ بن جانسن تھا جسے ممنوعہ نشہ آور ادویات کا استعمال ثابت ہوجانے کے بعد تاحیات پابندی کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن جس کھلاڑی کو اس معاملے میں سب سے زیادہ شہرت ملی وہ خود میراڈونا تھا۔ اس کا ذکر آگے صفحات پر آئے گا۔

میراڈونا کی سرگرمیوں کا اثر اس کے کھیل پر پڑ رہا تھا۔ ظاہر ہے عورتوں سے روابط اور نشہ اس کی جسمانی حالت پر اثرانداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ یہ بات بارسلونا کے حکام کے لیے تشویش کا باعث تھی۔ کلب کے ڈاکٹر نے اس معاملے میں میراڈونا سے کئی ملاقاتوں کے بعد فیصلہ سنایا کہ میراڈونا کو درحقیقت ماہر نفسیات کی ضرورت ہے لہٰذا ٹیم کے ماہر نفسیات نے آکر میراڈونا سے بات کی جس کے نتائج ابتدا میں خوش گوار نکلے لیکن بعد میں وہ واپس اپنی پرانی روش پر لوٹ گیا تھا۔ نتیجے میں اس کے اور کلب حکام کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے۔ دیکھنے والوں کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اب میراڈونا کی کلب سے وابستگی کے دن گنے جاچکے ہیں۔

اسی خبر نے یورپ کے بہت سارے کلبوں کے تن امید تازہ کردیے تھے جو میراڈونا جیسے کھلاڑی کو ہر قیمت پر اپنی ٹیم میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن یہ صرف اس صورت میں ممکن تھا جب بارسلونا والے میراڈونا کو معاہدے سے آزاد کرتے یا وہ خود کلب کی طرف سے کھیلنے سے انکار کرتا۔ مختلف کلبوں کے نمائندے آکر میراڈونا سے مل رہے تھے اور اسے پرکشش پیشکشیں کر رہے تھے۔ دولت اب میراڈونا کے لیے کوئی مسئلہ نہیں رہی تھی۔ بارسلونا سے اس نے جو کمایا تھا وہی اتنا کچھ تھا کہ وہ ساری عمر بیٹھ کر کھاتا تب بھی ختم نہ ہوتا۔ ارجنٹائن میں اس کے پاس عالی شان ولا تھا۔ اس کے گیراج میں نصف درجن گاڑیاں کھڑی رہتی تھیں اور ولا میں میراڈونا کا ذاتی فٹ بال گراؤنڈ تھا۔

کلبوں کی اس دوڑ میں جیت اٹلی کے کلب نپولی کی ہوئی تھی۔ اس نے بہتر راستہ اختیار کیا۔ نہ تو بارسلونا نے معاہدہ ختم کیا اور نہ میراڈونا نے بارسلونا کی جانب سے کھیلنے سے انکار کیا۔ نپولی نے بھاری ٹرانسفر فیس ادا کرکے میراڈونا کو اپنے کلب کی طرف سے کھیلنے کے لیے حاصل کرلیا۔ فائدے

میں میراڈونا بھی رہا تھا۔ سالانہ بیس ملین ڈالرز کے علاوہ اسے فی میچ ستر ہزار ڈالرز اور فی گول تیس ہزار ڈالرز ادا کیے جاتے تھے۔ یہ اتنا خطیر معاوضہ تھا جو میراڈونا سے پہلے کسی فٹ بالر کے حصے میں نہیں آیا تھا۔ اسپانسر شپ کی رقم اس کے علاوہ تھی۔

نپولی اٹلی کا ممتاز ترین فٹ بال کلب ہے۔ اٹلی کا اسٹار فارورڈ رابرٹو باجیو بھی اس کی طرف سے کھیل چکا ہے۔ نپولی نے کپ ونر کپ بھی جیتا ہے اور اٹالین لیگ تو بے شمار بار اس کے ہاتھ میں رہی' اسے بہترین ملکی اور غیر ملکی کھلاڑیوں کی خدمات حاصل رہی تھیں اور اب بھی نپولی کا شمار یورپ کے چند بہترین کلبس میں .... ہوتا ہے۔ اسے مانچسٹر یونائیٹڈ' بائرن میونخ اور اے سی میلان کے ساتھ چار بہترین کلبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایک طرف کلب کو میراڈونا جیسے فارورڈ کی خدمات حاصل ہوئی تھیں' دوسری طرف میراڈونا کو بھی بہترین ماحول میں بہترین کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا موقع ملا تھا۔

اسپین سے اٹلی تبدیلی اسے راس آئی تھی۔ اسے مسلسل بیماری اور چوٹوں سے نجات مل گئی تھی۔ اسپین کے برعکس اٹلی کے تماشائی زیادہ پرجوش لیکن مہذب تھے۔ نپولی کی طرف سے چھ سال میراڈونا نے بہترین فٹ بال کھیلی اور اس دوران میں نپولی کو متعدد اعزازات دلوانے میں مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ یہاں اس نے اپنے طرز عمل کو بھی قابو میں رکھا۔ یہ شروع کی بات تھی لیکن رفتہ رفتہ اس کی بے پروا طبیعت پھر اپنی اصل جون میں آنے لگی تھی۔ اٹلی ہمیشہ سے مافیا اور منشیات کا گڑھ رہا ہے۔ دیگر یورپ کے مقابلے میں یہاں جرائم کی تعداد کہیں زیادہ ہے اور منشیات بھی آسانی سے مل جاتی ہے۔ خاص طور سے کوکین اور ہیروئن' کوکین جو جنوبی امریکا سے آتی تھی اور اٹلی بقیہ یورپ اور امریکا کا روٹ تھا۔ مال بردار بحری جہاز بہ آسانی اس کے طویل ساحل پر منشیات کی کھیپیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ہیروئن ترکی سے آتی تھی اور پھر آگے روانہ کردی جاتی تھی۔

منشیات کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ جس علاقے سے گزرتی ہے' وہاں کے لوگوں کو اپنا عادی کرلیتی ہے اسی وجہ سے اٹلی میں نشہ آور اشیا زیادہ تیزی سے پھیلیں اور ایک زمانے میں نشے کے متلاشی اٹلی کا رخ ہی کیا کرتے تھے لیکن رفتہ رفتہ اس وبا نے پورے یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ میراڈونا نے پہلی بار کب منشیات استعمال کی لیکن یہ بات یقینی ہے کہ وہ عالمی مقابلوں میں شرکت کے وقت منشیات کا ذائقہ چکھ چکا تھا۔ اگرچہ وہ ان کا عادی نہیں تھا۔ بعد میں بھی وقفے وقفے سے وہ کوکین اور مارفیا استعمال کرتا رہا لیکن اس نے اتنی احتیاط یقیناً رکھی تھی کہ خود کو ان کا مضر حد تک عادی ہونے سے بچائے رکھا۔ اسے معلوم تھا' اس صورت میں اس کا کیریئر ختم ہوجائے گا۔ اس پر پابندی نہ بھی لگی تب بھی منشیات اسے اندر سے تباہ کردے گی۔ وہ کھیلنے کے قابل نہیں رہے گا۔ لہٰذا وہ اس معاملے میں بہت احتیاط کرتا تھا۔ عام طور سے ان دنوں میں نشہ کرتا تھا جب سیزن میں آرام کا وقفہ ہوتا تھا۔ لیکن اس کی احتیاط کے باوجود رفتہ رفتہ سرگوشیاں پھیلنے لگیں۔

"میراڈونا منشیات استعمال کرتا ہے۔"

"اسے کوکین لیتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔"

"اس کے بازو پر انجکشن کے نشانات ہیں۔"

"میراڈونا عادی نشے بازوں کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔"

ان افواہوں میں حقیقت بھی تھی کیونکہ دھواں وہیں سے اٹھتا ہے جہاں آگ ہو لیکن میراڈونا کی خوش قسمتی کہ لوگ صرف دھواں ہی دیکھتے رہے' آگ کسی کو نظر نہیں آئی ورنہ اس کے کیریئر کو خطرات لاحق ہوجاتے جیسا کہ بعد میں ہوئے تھے۔ جیسا کہ ہم نے بتایا کہ میراڈونا نے منشیات اتنی احتیاط سے استعمال کی کہ اس کا اثر اس کے کھیل پر نہ پڑے۔ وہ یقیناً منشیات وقتی سرور کے لیے استعمال کرتا تھا۔ البتہ اسے وقتی سرور کی کیا ضرورت پیش آئی' اس کا کسی کو علم نہیں ہے۔ اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں تھی' دولت' عزت' شہرت اور سب سے بڑھ کر اسے اپنے پرستاروں کی بے پایاں محبت میسر تھی۔ اس کے باوجود اس کا منشیات استعمال کرنا تعجب خیز ہے۔ اس کا تعلق یقیناً اس کی ذہنی کج روی سے ہے۔

اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میراڈونا خود کو ماورائی انسان سمجھنے لگا تھا جس پر عام انسانی ضابطے اور قانون لاگو نہیں ہوتے تھے۔ یہ خناس اکثر ان افراد کے ذہن میں سماجاتا ہے جنہیں کچھ زیادہ ہی مقبولیت مل جائے۔ وہ کچھ اسی قسم کے طرز عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں جو میراڈونا کرتا رہا۔ اس میں سرفہرست قانون شکنی تھی۔ اس کے بارے میں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ شہرت نے اس کا دماغ خراب کردیا تھا۔

اپنی تمام تر بدمزاجی اور غیر نصابی سرگرمیوں کے باوجود میراڈونا اپنے کھیل پر پوری توجہ دیا کرتا تھا۔ فٹ بال اس کے لیے کھیل کے بجائے عبادت کا درجہ رکھتی تھی۔ یہ بات اس

نے بریلا کئی بار کہی۔ جس کا چرچ نے خاصا برا مانا تھا کیونکہ میراڈونا کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتا تھا جو عیسائیوں میں سب سے زیادہ انتہا پسند تصور کیے جاتے ہیں خاص طور سے مذہب کے معاملے میں مگر میراڈونا نے کوئی پروا نہیں کی۔ اسے بجا طور پر فخر تھا کہ کوئی بھی بات عوام میں اس کی مقبولیت ختم نہیں کر سکتی۔

نپولی کی طرف سے اس نے کئی سال یادگار فٹ بال کھیلی۔ اس نے نپولی کو اٹالین لیگ بھی جتوائی اور اسے کپ ونرز کپ کا فاتح بھی بنایا۔ یہ اعزاز بہت کم کلبوں کو حاصل ہوتا ہے اور میراڈونا واحد فٹ بالر ہے جو کپ ونرز کپ جیتنے والے دو کلبوں کی ٹیم میں شامل رہا۔ یہ اعزاز کسی دوسرے فٹ بالر کو حاصل نہیں ہوا۔ میراڈونا نے دس سال یورپی لیگ کھیلی اور اس دوران میں اس نے جن کلبوں کی طرف سے کھیلا' انہوں نے کم و بیش نو ٹائٹل حاصل کیے۔ جن میں میراڈونا کی کارکردگی نمایاں تھی۔ اسے سال کے بہترین یورپی فٹ بالر کا اعزاز بھی ملا تھا۔

ایک طرف تو میراڈونا یورپی لیگ میں کامیابیاں سمیٹ رہا تھا' دوسری طرف اس کی اپنی ٹیم ارجنٹائن زبوں حالی سے گزر رہی تھی۔ جنوبی امریکا کے چیمپئن کپ میں اسے سیمی فائنل میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ میراڈونا اس کپ میں شرکت کے لیے صرف دو دن پہلے ارجنٹائن پہنچا تھا اور اس کے پاس اتنا وقت یقیناً نہیں تھا کہ خود کو ٹیم سے ہم آہنگ کر سکے کیونکہ یورپی اور ارجنٹائن کی فٹ بال میں خاصا فرق ہوتا ہے۔ حکمت عملی' پاسز کا انداز' گول پر حملہ ان سب میں فرق ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ میراڈونا چیمپئن کپ میں کسی خاص کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکا۔ اس پر میراڈونا پر تنقید کی جانے لگی۔ ارجنٹائن کے ایک اخبار نے طنز کیا۔

"میراڈونا ارجنٹائن کا شہزادہ ہے جسے یورپ کی آب وہوا راس آگئی ہے۔"

عوام بھی اس کے کھیل سے خوش نہیں تھے کیونکہ وہ یورپی لیگ کے میچوں میں اس کا کھیل دیکھ چکے تھے۔ چیمپئن کپ میں وہ اس کی آدھی کارکردگی بھی نہیں دکھا سکا تھا۔ پہلی بار ارجنٹائن میں پرزور طور پر یہ مطالبہ اٹھا کہ ان کے فٹ بالرز کو دولت کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اپنی قومی ذمے داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ ٹیم کے بہترین چھ سات کھلاڑی سال کے سات مہینے یورپی لیگ میں مصروف رہتے تھے اور پھر ان کے پاس نہ تو اتنا وقت بچتا تھا اور نہ توانائی کہ وہ قومی ٹیم یا مقامی لیگ پر توجہ دے سکیں۔ ویسے بھی ارجنٹائن اور یورپ کا فٹ بال سیزن ایک ہی دورانیے کا ہوتا ہے اور ایک ہی وقت میں شروع ہو کر ایک وقت میں ختم ہو جاتا ہے یعنی کوئی بھی کھلاڑی یا تو یورپی لیگ کھیل سکتا ہے یا پھر مقامی لیگ۔

مخالفت کی اصل وجہ یہ بھی کہ ان کے کھلاڑی مقامی حالات میں نہ کھیل کر اپنے جوہر بھولتے جا رہے تھے۔ یورپ میں انہیں یورپی طرز کی فٹ بال کھیلنی پڑتی تھی جس کے وہ عادی ہوتے چلے جاتے ہیں اور جب واپس اپنی ٹیم کی طرف سے کھیلتے ہیں تو انہیں واپس اپنے پرانے انداز میں آنے اور ٹیم سے ہم آہنگ ہونے میں دشواریاں پیش آتی ہیں۔ وہ اس کھیل کا مظاہرہ نہیں کر سکتے جس کا وہ یورپ میں کرتے رہتے ہیں۔ یہ بات میراڈونا کے آئندہ دونوں ورلڈ کپ ٹورنامنٹس سے واضح تھی۔

اپنے ملکوں کی لیگ سے بے پروائی صرف ارجنٹائن ہی نہیں بلکہ جنوبی امریکا کے اکثر ملکوں کے اعلیٰ کھلاڑیوں میں دیکھنے میں آتی ہے کیونکہ ان کے مقامی کلبس انہیں اس معاوضے کا عشر عشیر بھی نہیں دے پاتے جو انہیں باہر ملتا ہے خاص طور سے یورپی ملکوں میں۔ لہٰذا یہ اپنے ملک کو چھوڑ کر یورپ کی فٹ بال سجانے کے لیے نکل جاتے ہیں۔ صرف برازیل اس معاملے میں کسی قدر بہتر ہے کیونکہ وہاں کے کلب اپنے کھلاڑیوں کو یورپی کلبوں جتنا نہ سہی لیکن اس کے پاس کا معاوضہ ضرور دیتے ہیں۔ لہٰذا برازیل کے کھلاڑی اتنے مجبور نہیں ہیں کہ رقم کے لیے یورپی کلبوں کی جانب سے کھیلنے لگیں۔ برازیل کی اقتصادی حالت بھی بہت بہتر ہے۔

مگر ارجنٹائن میں فٹ بال کا جنون ہونے کے باوجود وہاں کی معاشی حالت ابتر ہے۔ فی کس آمدنی اور مجموعی معاشی صورت حال کے پیش نظر ارجنٹائن کو تیسری دنیا کے ملکوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ آبادی کم ہے اور اسپانسر شپ معیاری نہ ہونے کے باعث وہاں کے کلب اس قابل نہیں ہیں کہ اپنے کھلاڑیوں کو لگژری معاوضہ دے سکیں۔ لہٰذا ان کے اکثر اچھے کھلاڑی بہتر معاوضے کے لیے یورپی کلبوں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ اس کا براہ راست اثر ارجنٹائن کی مقامی فٹ بال لیگ پر پڑتا ہے۔ اول تو اچھے کھلاڑی چلے جانے سے میچوں کی رونق کم ہو جاتی ہے۔ عوام بھی ان میچوں میں وہ دلچسپی نہیں لیتے جو اچھے کھلاڑیوں کے ہونے سے لیتے۔ اس کا اثر گیٹ منی پر پڑتا ہے اور کلبوں کی آمدنی کا بڑا ذریعہ گیٹ منی ہی ہے۔ اسپانسر شپ سے انہیں اتنی رقم نہیں مل پاتی ہے' جب میراڈونا' پاریلا اور اسپریلا جیسے کھلاڑی نہ کھیل رہے ہوں تو لوگ کم دلچسپی لینے پر مجبور ہو ہی جاتے ہیں۔

دوسرا اور اہم ترین نقصان یہ ہوتا ہے کہ کھلاڑی اپنے ماحول میں کھیلنے کے عادی نہیں رہتے۔ برسوں مل کر مشق نہ کرنے سے ٹیم میں ہم آہنگی نہیں آتی۔ چند روزہ تربیتی کیمپ اس کا ازالہ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا یہ سپراسٹار جب عالمی مقابلوں میں اپنی ٹیم کی طرف سے کھیلتے ہیں تو ان کی کارکردگی ویسی نہیں ہوتی جیسی کی... ان سے توقع کی جاتی ہے۔ ارجنٹائن اور دیگر ممالک جو اس چیز سے متاثر ہیں کئی سال سے مطالبہ کررہے ہیں کہ ان کے کھلاڑیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی مقامی لیگ میں حصہ لیں اور رقم کے لالچ میں اسے نظرانداز نہ کریں لیکن وہ ایک بات بھول جاتے ہیں کہ یورپی کلب ان کے کھلاڑیوں کو اتنا معاوضہ دیتے ہیں جسے مسترد کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ بھلا کون کھلاڑی ہوگا جو کروڑوں ڈالرز کی پیش کش ٹھکرا دے۔

○☆○

۱۹۹۰ء میں ورلڈکپ اٹلی میں ہورہا تھا اور ارجنٹائن کی ٹیم کو اپنے اعزاز کا دفاع کرنا تھا۔ حسب توقع میراڈونا ہی کپتان تھا لیکن ۱۹۸۶ء کے مقابلے میں ٹیم میں خاصی تبدیلیاں آچکی تھیں۔ اگرچہ بیٹس ٹوٹا کینی جیا ٹیم میں تھے لیکن تجربہ کار گول کیپر ابالڈو فیلول ریٹائر ہوچکا تھا۔ ٹیم کی دفاعی پوزیشن اس کے جانے سے خاصی کمزور ہوئی تھی۔ اس پر میراڈونا کو ٹیم کے ساتھ کھیلنے کا موقع بہت کم ملتا تھا۔ ظاہر ہے' ان کے درمیان مثالی ہم آہنگی نہیں تھی۔

دو ہفتے کے سخت ترین تربیتی سیشن کے دوران میں میراڈونا نے کوچ کے ساتھ مل کر میچوں کی حکمت عملی تیار کی تھی۔ اس کا نظریہ خاص جنوبی امریکی فٹ بال پر مبنی تھا کہ مخالفوں کے گول پر متواتر حملے کیے جائیں' انہیں اپنے گول کے پاس آنے کا موقع نہ دیا جائے اور دفاع کو توڑ کر گول کرنے کی کوشش کی جائے۔ یورپی لیگ کھیلنے سے ارجنٹائن کے تینوں فارورڈز یعنی میراڈونا' بیٹس ٹوٹا اور کینی جیا یورپ کے مثالی دفاع کے نظریئے سے اچھی طرح واقف تھے اور انہیں اس نظریئے کے تحت میچ کھیلنے کا تجربہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اس دفاع میں کس طرح دراڑ ڈالی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ بات بھی تھی کہ یورپین ٹیمیں بھی اس کے انداز سے اچھی طرح واقف تھیں۔ گویا مقابلہ کانٹے کا بلکہ اعصاب کا تھا جو زیادہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا اور غلطی سے گریز کرتا' جیت اسی کا مقدر بنتی۔

اس بار یورپ والے پوری تیاری کے ساتھ میدان میں اترے تھے۔ خاص طور سے جرمنی' اٹلی' انگلینڈ اور سویڈن کی ٹیمیں فیورٹ تھیں البتہ جرمنی کو ارجنٹائن کے ساتھ ٹورنامنٹ کا متوقع فاتح قرار دیا جارہا تھا۔ اس کا کپتان لوتھر گزشتہ سال بہترین فٹ بالر کا اعزاز حاصل کرچکا تھا۔ اس کے فارورڈز میں کلنزمان کو دنیا کے چند بہترین حملہ آوروں میں شامل کیا جاتا تھا۔ یورپین چیمپئن شپ جیت کر جرمنی بہترین فارم میں تھی اور اس نے گزشتہ دس میچوں سے کسی ٹیم سے شکست نہیں کھائی تھی۔ جرمنی کو اگر کسی ٹیم سے واقعی خطرہ تھا تو وہ ارجنٹائن تھی کیونکہ اس کے بہترین کھلاڑی یورپی لیگ کھیل چکے تھے۔ برازیل مقابلے کے لیے فیورٹ نہیں تھی کیونکہ اس کے پاس نہ تو کوئی بڑا نام تھا اور نہ اس کی کارکردگی خاص تھی۔ پھر یورپ کا موسم بھی اس کے لیے مسائل پیدا کرسکتا تھا۔

ورلڈکپ میں ایشیا اور افریقہ سے بھی کئی ٹیموں نے کوالی فائی کیا تھا لیکن ان سے کوارٹر فائنل سے آگے جانے کی توقع مشکل تھی۔ ماہرین کا اندازہ تھا.... سیمی فائنل میں چار میں سے تین ٹیمیں یورپ کی ہوں گی اور ان کا یہ اندازہ حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوا۔ اگرچہ یہ تین ٹیمیں اور خاص طور سے انگلستان جس طرح ورلڈکپ کی تہلکہ خیز ٹیم کیمرون کو کوارٹر فائنل میں ہرا کر سیمی فائنل میں پہنچی اس سے یہ احساس شدت سے جاگا کہ فیفا میں یورپ کا غلبہ حد سے زیادہ ہوتا جارہا ہے۔ وہ جس طرح یورپی ٹیموں کا ساتھ دیتے تھے' وہ ان عالمی مقابلوں میں صاف نظر آتا تھا۔

اس ورلڈکپ میں کیمرون کی ٹیم خلاف توقع طور پر سامنے آئی تھی اور اس نے کئی اچھی ٹیموں کو شکست سے دوچار کیا تھا۔ ماہرین کی توقع کے برعکس وہ ناک آؤٹ مرحلے میں آگئی بلکہ اس نے پری کوارٹر فائنل میں اسپین کی مضبوط ترین ٹیم کو شکست سے دوچار کرکے سب کو حیران کردیا تھا اور اگر ریفری مدد نہ کرتے تو کیمرون انگلستان کو بھی ہرا کر سیمی فائنل کا اعزاز حاصل کرنے والی پہلی افریقی ٹیم بن جاتی۔ اس میچ میں فیفا کے ریفریز نے کھل کر انگلستان کا ساتھ دیا تھا ورنہ راجر ملا اس وقت بپھرے شیر کی طرح حملے کررہا تھا اور انگلستان کے کھلاڑیوں کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔

۱۹۸۰ء کے عشرے میں فٹ بال میں پیشہ ورانہ رجحانات بڑھنے کی وجہ سے سپراسٹار کھلاڑیوں پر خاص نظر رکھی جانے لگی تھی اور دفاعی کھلاڑی انہیں یوں گھیر لیتے تھے کہ وہ سوائے ان سے ٹکرانے' گرنے اور زخم کھانے کے سوا کچھ نہیں کرسکتے تھے۔ یہ یورپ کے مثالی دفاعی نظریے کا نتیجہ تھا۔ جس کے تحت ٹیم مین ٹو مین کے بجائے منیز ٹو مارک مین

کے ساتھ کھیلتی ہے۔ یعنی ایک خاص کھلاڑی پر اس طرح نظر رکھی جائے کہ وہ کچھ کرنے کے قابل نہ رہے خاص طور سے ان کھلاڑیوں پر جن پر ان کی ٹیمیں انحصار کرتی تھیں۔ جب وہ کھیلتے تھے تو ٹیم کھیلتی تھی اور جب وہ ناکام رہتے تو اس کا خمیازہ ٹیم کی شکست کی صورت میں سامنے آتا۔ اس کی سب سے بڑی مثال میراڈونا تھا۔ ورلڈکپ کے جن میچوں میں اسے آزادانہ کھیلنے کا موقع ملا ان میں ارجنٹائن نے شاندار کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کے برعکس جن میچوں میں میراڈونا کو گھیر کر رکھا گیا' ارجنٹائن کے باقی کھلاڑی بھی مشکل میں پڑ گئے۔ حالانکہ انہیں کئی مرتبہ آزادی حاصل ہوئی مگر اس کے باوجود وہ بغیر میراڈونا کے کچھ کر دکھانے سے قاصر رہتے تھے۔

اسٹارز فارورڈز کو مارک کرنے کی پالیسی نے فیفا کے حکام کو مشکل میں ڈال دیا تھا کیونکہ اس طرح فٹ بال سُست اور بے جان ہوجاتی تھی جس سے تماشائی اور اسپانسر خوش نہیں تھے۔ تماشائی فٹ بال کی مخصوص سنسنی اور جوش سے محروم رہ جاتے تھے لہٰذا ریفریز کو سختی سے حکم دیا گیا تھا کہ وہ اسٹار فارورڈز کو خطرناک فاؤلوں سے بچانے کے لیے سختی سے کام لیں اور اس سلسلے میں کسی سے رعایت نہ کریں لیکن اس ہدایت کا نتیجہ یہ نکلا کہ ریفریز نے اپنے وسیع اختیارات زیادہ یورپی ٹیموں کے تحفظ کے لیے استعمال کیے اور انہوں نے باقی ٹیموں کے خلاف دل کھول کر فیصلے دیے۔ کیمرون کے کھلاڑیوں نے میچ کے دوران میں میراڈونا پر اتنی سخت گرفت رکھی تھی کہ اسے شاذ ہی گرے پڑے بغیر ڈی کے قریب جانے کا موقع ملا ہو۔ کیمرون کے کھلاڑی جیسے تہیہ کرکے آئے تھے کہ وہ میراڈونا کو زخمی کرکے میدان سے باہر بھیجیں گے۔ ان کے فاؤل حد سے زیادہ خطرناک تھے۔ میراڈونا کم از کم پانچ بار دفاعی کھلاڑیوں کے فاؤل کے سبب بری طرح گرا تھا لیکن ریفری خاموشی سے یہ سب دیکھتے رہے اور انہوں نے سوائے فاؤل دینے کے کچھ نہیں کیا تھا۔ جبکہ مبصرین کی رائے میں کیمرون کے کھلاڑی کم از کم یلو کارڈ کے مستحق ضرور تھے۔

اس کے برعکس اپنے اختیارات ریفریز کو کیمرون اور انگلستان کے کوارٹر فائنل میں یاد آئے اور انہوں نے کیمرون کے کھلاڑیوں کو یلو اور ریڈ کارڈ دکھانے شروع کردیے تھے اور اگلے میچ یعنی سیمی فائنل میں جب انگلستان کے کھلاڑی میراڈونا کی قمیص پکڑ پکڑ کر کھینچ رہے تھے تو ریفری سکون سے یہ منظر دیکھتے رہے اور انہوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اس کے باوجود انگلستان شکست سے دوچار ہوا اور فائنل میں جب ارجنٹائنی کھلاڑیوں نے کلنزمان کو ڈی میں روکا تو ریفری نے بلا جھجک پینلٹی کک دے دی۔ حالانکہ یہ فاؤل اتنا خطرناک نہیں تھا۔ کلنزمان دفاعی کھلاڑی کے راستے میں آجانے سے اپنی رفتار پر قابو نہ رکھ سکا اور زمین پر جاگرا تھا۔

ورلڈکپ کے لیے روانگی سے پہلے میراڈونا کو جتنا وقت ملا تھا' اس میں اس نے اور کوچ نے مل کر ایک بہترین حکمت عملی طے کرلی تھی اور اس کی ریہرسل بھی کرلی تھی۔ لیکن ظاہر ہے یہ فوری نوعیت کی حکمت عملی تھی اور اس کے عقب میں کھلاڑیوں کے پاس زیادہ تجربہ نہیں تھا۔ حکمت عملی کچھ یوں تھی کہ جب گیند مخالف ٹیم کے ہاف میں ہوگی تو وہ روایتی جنوبی امریکن فٹ بال کھیلیں گے اور جب بال ان کے ہاف میں آئے گی تو فارورڈز بھی پیچھے آکر دفاع میں حصہ لیں گے۔ اس حکمت عملی میں فارورڈز کے لیے دہری مشقت تھی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ارجنٹائن والے اس قسم کی فٹ بال کے عادی نہیں تھے۔ جب کہ یورپی ٹیمیں اسی انداز سے کھیلنے کی عادی تھیں بلکہ بعض اوقات تو ان کے فارورڈز پیچھے گول تک آکر دفاع کرنے پر اتر آتے تھے اور اسی چیز کے عادی تھے۔

ماہرین کی رائے میں میراڈونا کی یہ حکمت عملی درست نہیں تھی کیونکہ ایک تو اس کی ٹیم اس کی عادی نہیں تھی دوسرے مختصر مدت میں انہیں مثالی دفاع کی تربیت نہیں دی جاسکتی تھی۔ جزوی طور پر یہ رائے درست تھی کہ جہاں ارجنٹائن کے مقابل مضبوط ٹیم آئی وہ دفاعی کھیل پر مجبور ہوگئی۔ حد یہ کہ انگلستان اور جرمنی کے خلاف میراڈونا زیادہ ہاف لائن پر کھیلتا رہا اور اس کی کوشش تھی کہ اپنے ساتھیوں کو پاس دے کر گول کا موقع نکالے۔ اس کے پاس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ تقریباً گول کے برابر ہوتا ہے۔

دیگر ارجنٹائنی فارورڈز میراڈونا کا ساتھ نہیں دے سکے کیونکہ وہ اسے اپنے شانہ بشانہ کھیلتے دیکھنے کے عادی تھے لہٰذا جب میراڈونا آگے بڑھتا تو وہ آگے آتے تھے ورنہ گول کے نزدیک نہیں جاتے تھے لہٰذا ہوتا یہ کہ میراڈونا کے کئی اچھے پاس ضائع جاتے۔ اگر ارجنٹائنی فارورڈز آگے ہوتے تو یقیناً ان موقعوں سے فائدہ اٹھاسکتے تھے۔ بعض ماہرین الزامات لگاتے ہیں کہ میراڈونا کیمرون کے کھلاڑیوں کی طرف سے جسمانی طور پر روکے جانے کے بعد خوف زدہ ہوگیا تھا اور آگے بڑھنے سے گریز کررہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ اسے کوئی خطرناک چوٹ لگ گئی تو وہ ورلڈکپ سے باہر ہوجاتا اور اس کے بغیر ارجنٹائن کی فتح خواب بن کر رہ جاتی۔

ممکن ہے ماہرین کا یہ تجزیہ درست ہو لیکن اصل حقیقت یہ تھی کہ میراڈونا نے اپنی ذات کو مخالف کھلاڑیوں کے لیے کھلا ہدف بنالیا تھا تاکہ اس کے ساتھی اطمینان سے کھیل سکیں۔ اس وجہ سے وہ سینٹرلائن پر کھیلتا رہا تاکہ مخالف دفاعی اس کے آس پاس رہیں اور اس کے دیگر ساتھیوں کو گول کرنے کا موقع ملے لیکن وہ اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاسکے۔ وجہ یہی تھی کہ وہ میراڈونا کے ساتھ کھیلنے کے عادی تھے اور جب وہ سینٹرلائن پر رکا رہتا تو اس کے فارورڈز کا جوش و خروش بھی ٹھنڈا پڑجاتا تھا۔

گروپ میچوں میں ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ انہیں ورلڈکپ جیتنے کے لیے پہلے سے کئی گنا زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ میراڈونا کے کچھ کھلاڑی اچھی فارم میں نہیں تھے اور نہ ہی ان کو نئی حکمت عملی راس آئی تھی۔ میراڈونا ان کے لیے نیا کھلاڑی نہیں تھا لیکن زیادہ تر یورپی لیگ میں کھیلنے کے سبب ان میں وہ ذہنی ہم آہنگی نہیں تھی جو ہونی چاہیے تھی' اسی بنا پر وہ اس کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرسکے جس کی میراڈونا ان سے توقع کررہا تھا۔ ماہرین بھی کہہ رہے تھے کہ ارجنٹائن کا کھیل ۱۹۸۶ء کے میکسیکو ورلڈکپ کے معیار کا نہیں تھا۔

اس کے باوجود ارجنٹائن نے فائنل تک رسائی حاصل کرلی تھی حالانکہ اس کے خلاف بدترین کھیل کا مظاہرہ ہوا تھا۔ اکثر میچوں میں میراڈونا کو کھیلنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ جیسے ہی وہ گیند لے کر سینٹرلائن سے آگے بڑھتا' کوئی نہ کوئی دفاعی کھلاڑی اس کی راہ میں دیوار بن کر حائل ہوجاتا تھا۔ وہ ہر ممکن طریقے سے اسے روکتا اور اگر میراڈونا اسے ڈاج دے کر آگے نکل جاتا تو پیچھے سے ٹانگ اڑا کر یا قمیص کھینچ کر اسے گرادیا جاتا۔ اس کے بعد نمبر ریفریز کے فیصلوں کا آتا تھا۔ سیمی فائنل میں جس قسم کی امپائرنگ کی گئی تھی' اسے نرم سے نرم لفظوں میں بھی جانبدارانہ کہا ہی جاسکتا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ یورپ کے خلاف مسلط کی جانے والی جنگ ہو جو ارجنٹائن کے خلاف لڑی جارہی ہو۔ ویسے بھی انگلینڈ اور ارجنٹائن آپس میں حریف ہیں۔ جزائر فاک لینڈ کا تنازع ان کے درمیان ایسے ہی ہے جیسے پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کا تنازع ہے۔ جزائر فاک لینڈ ارجنٹائن کا ایک حصہ ہیں جن پر برطانیہ نے غاصبانہ قبضہ جمار کھا ہے۔ ۱۹۸۱ء میں اس مسئلے پر دونوں ملکوں کے درمیان خوں ریز جنگ ہوچکی ہے۔ لہٰذا جب بھی کسی موقع پر یہ دونوں حریف آمنے سامنے آتے ہیں تو ان کے عوام پوری دلچسپی سے اس میں حصہ لیتے ہیں۔ خاص طور پر جب مقابلہ فٹ بال میں ہو۔ انگلستان فٹ بال کا گھر ہے تو ارجنٹائن میں بھی اسے کھیل سے زیادہ ایک مذہب کی حیثیت حاصل ہے۔

اور جب معاملہ یورپ کے وقار کا ہو تو سارا یورپ متحد ہوجاتا ہے۔ اس سیمی فائنل میں شکست دراصل انگلستان کو نہیں بلکہ یورپ کے وقار کو ہوئی تھی۔ فیفا کے ریفری اپنی زندگی کی بدترین امپائرنگ کرکے بھی انگلستان کو شکست سے نہیں بچاسکے تھے اور اس چیز پر پورا یورپ آتش زیرپا تھا۔ اب فائنل میں جرمنی ہی یورپ کا آخری سہارا رہ گیا تھا۔ اسے شکست دے کر ارجنٹائن اپنے اعزاز کا دفاع کرسکتا تھا اور یہ جنگ اب بے حد دشوار ہوچکی تھی۔ اس کا کس حد تک اندازہ میڈیا اور پریس سے بھی ہورہا تھا۔ اچھے بھلے غیرجانبدار مبصرین ارجنٹائن کے کھیل میں خامیاں نکالتے ہوئے اسے جرمنی سے کم تر ٹیم گنوار ہے تھے۔ ان کا انداز کچھ ایسا تھا جیسے جرمنی ہاٹ فیورٹ ہو اور کھیلنے سے پہلے جیت چکی ہو۔ میراڈونا نے فائنل سے پہلے پریس سے کہا۔

"ہم اپنا بہترین کھیل پیش کریں گے۔ جرمنی آسان حریف نہیں ہے اور نہ اسے ہم آسان سمجھیں گے لیکن وہ لوگ جو ہمیں جرمنی کے لیے تر نوالہ قرار دے رہے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ ہم کبھی آسان حریف ثابت نہیں ہوں گے اور اپنے اعزاز کا دفاع کرکے رہیں گے۔"

"کیا ارجنٹائن اس فارم میں ہے کہ جیت کا دعویٰ کرسکے؟" ایک صحافی نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"نہیں' میں کوئی دعویٰ نہیں کررہا صرف امید ظاہر کررہا ہوں اور رہا فارم کا مسئلہ تو فائنل میں ہمارا کھیل اس کی تصدیق کرے گا' قبل از وقت باتیں کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔"

پچھلے میچوں میں آپ کے خلاف سب سے زیادہ فاؤل پلے کا مظاہرہ کیا گیا' آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟" ایک صحافی کے اس سوال پر میراڈونا پہلی بار اپنی برہمی پر قابو نہیں پاسکا تھا۔ اس نے غصے سے کہا۔

"یہ سب کمزور ریفریز کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے میرے خلاف کیے جانے والے اکثر فاؤل چیک نہیں کیے۔"

"کیا آپ فیفا پر الزام لگارہے ہیں؟"

یہ اکسانے والا سوال تھا اور یقیناً میراڈونا کے دل میں شکایات ہوں گی لیکن اس نے عقلمندی کی اور اس کا جواب دیا۔

"نہیں' فیفا نے اپنے طور پر بہترین انتظامات کیے۔ مجھے انتظامات اور فیفا کے قوانین سے کوئی شکایت نہیں

ہے' میں صرف کمزور ریفرنگ کے خلاف بات کر رہا ہوں۔"

فائنل سے پہلے رات خاصی دیر تک میراڈونا سو نہیں سکا تھا۔ اس کے کمرے میں روشنی جلتی رہی تھی اور اس سے ظاہر تھا کہ اس کے اعصاب کشیدہ تھے۔ یہ صرف کھیل کی کشیدگی نہیں تھی۔ اسے اور پوری ٹیم کو احساس تھا کہ ارجنٹائن کو اس اعزاز سے محروم کرنے کے لیے نہ صرف اندرون میدان بلکہ بیرون میدان بھی کوششیں جاری تھیں اور اگر ریفرنگ کا معیار یہی فائنل جیسا رہا تو ایک غلط فیصلہ بھی انہیں ورلڈکپ سے محروم کردے گا۔ کیوں کہ جرمنی کی ٹیم بے حد مضبوط تھی اور اس ورلڈکپ میں اس نے مثالی کھیل پیش کیا تھا۔ اس کے کھلاڑی اپنے کپتان لوتھر کی قیادت میں متحد اور منظم تھے۔ کلنزمان اپنے عروج پر تھا۔ درحقیقت میراڈونا نہ ہوتا تو اسے ارجنٹائن سے کوئی خوف نہیں تھا۔ جرمن اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے اور ورلڈکپ کے درمیان کوئی شخص حائل ہے تو وہ یہی میراڈونا ہے۔ اس کے بارے میں ان کی حکمت عملی طے تھی کہ اسے ہر صورت روکنا ہے۔ یعنی وہی حکمت عملی جو کیمرون اور انگلینڈ کے کھلاڑیوں نے اپنائی تھی۔ باقی کھلاڑیوں کے بارے میں وہ مطمئن تھے کہ وہ انہیں سنبھال لیں گے ورنہ میراڈونا وہ شخص تھا جس نے ۱۹۸۶ء میں ان کی دفاعی لائن کو تہس نہس کرکے رکھ دیا تھا۔

فائنل کا آغاز بے حد محتاط انداز میں ہوا تھا۔ دونوں ٹیموں کے کھلاڑی حملے سے زیادہ دفاع پر توجہ دے رہے تھے۔ جرمنوں کی نظرعنایت میراڈونا پر تھی تو ارجنٹائن والے بھی کلنزمان کو گھیرے ہوئے تھے۔ انہیں شاذ ہی سینٹر لائن سے آگے جانے کا موقع ملتا تھا۔ کھیل سست تھا لیکن تماشائی فائنل کے پیش نظر دم سادھے بیٹھے تھے۔ ان میں ارجنٹائن کے تماشائی بھی تھے لیکن اکثریت جرمنوں کی تھی۔ کھیل سست روی سے بڑھتا رہا۔ ارجنٹائن نے کئی بار جرمن گول پر حملے کیے جو اس کے دفاعی کھلاڑیوں نے مستعدی سے ناکام بنادیے۔ اسی طرح جرمن بھی کوئی پیش رفت کرنے میں ناکام رہے۔ پہلا ہاف یونہی ختم ہوگیا اور کھیل کا انداز بتا رہا تھا کہ کھیل اب اضافی وقت تک جائے گا۔

اگلے ہاف میں بھی بس لے دے ہوتی رہی اور کوشش کے باوجود کوئی ٹیم گول کرنے میں ناکام رہی۔ یہ ورلڈکپ کا لگاتار چوتھا میچ تھا جو اضافی وقت میں چلا گیا تھا۔ ہر بار نوے منٹ دونوں ٹیموں کے لیے ناکافی ثابت ہوئے تھے۔ اضافی وقت پندرہ پندرہ منٹ کے دو ہافس پر مشتمل تھا۔ اس کا پہلا ہاف بھی ضائع گیا۔ لیکن دوسرے ہاف میں کھیل میں کچھ تیزی آئی تھی کیونکہ دونوں ٹیموں کو معلوم تھا کہ وہ اس صورت میں بھی کچھ نہ کرسکے تو معاملہ پینلٹی کک پر چلا جائے گا جو کھلاڑیوں کے لیے زیادہ اعصاب شکن ثابت ہوگا۔ ہاف کے آخری حصے میں جرمنی کے کھلاڑیوں کو موقع ملا اور وہ گیند لے کر ارجنٹائن کے ہاف میں گھس گئے۔ ان کے دفاعی کھلاڑی جرمنی کے ساتھ تھے لیکن ان کی شاندار مختصر پاسنگ کی وجہ سے گیند چھیننے میں ناکام رہے تھے۔

پھر جرمن کلنزمان کو موقع ملا اور وہ گیند لے کر ڈی میں گھس گیا۔ وہ تیز رفتاری سے گول کی طرف جارہا تھا کہ ارجنٹائنی دفاعی کھلاڑی اس کی راہ میں حائل ہوا۔ اس موقع پر کلنزمان نے اس سے بچنے کی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ گیند اس کے پاس تھی۔ اس کے بجائے وہ کھلاڑی سے ٹکرایا اور زمین پر جاگرا۔ گول ہونے کے امکانات کم تھے کیونکہ پیچھے گول کیپر کے علاوہ دو دفاعی کھلاڑی بھی مستعد تھے۔ لہٰذا اسے فیصلہ کن موقع نہیں کہا جاسکتا تھا۔ کلنزمان ٹانگ اڑانے یا قمیص کھینچنے سے نہیں گرا تھا۔ لہٰذا جب ریفری نے بالآخر ارجنٹائن کے خلاف پینلٹی کک دی تو ارجنٹائن کے کھلاڑی دم بخود رہ گئے تھے۔ پھر وہ سب ریفری کی طرف جھپٹے۔ میراڈونا ان میں شامل تھا۔

"یہ پینلٹی غلط دی گئی ہے" اس نے احتجاج کیا۔

"ڈی میں کسی کھلاڑی کے خلاف فاؤل سنگین ہوتا ہے۔" ریفری نے کہا "میں نے اس لیے پینلٹی کک دی ہے۔"

"لیکن میں نے جان بوجھ کر اسے نہیں گرایا۔ وہ خود مجھ سے ٹکرا کر گرا تھا" دفاعی کھلاڑی نے صفائی پیش کی۔

"یہ فیصلہ غلط ہے۔ اسے واپس لیا جائے" گول کیپر نے کہا۔ اس کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی کیونکہ پینلٹی کک اسے روکنا تھی اور اس بات کا امکان بہت کم تھا کہ وہ یہ پینلٹی روک سکے گا۔

"فیصلہ درست ہے" ریفری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور منہ پھیر کر چلا گیا۔

پورے دو گھنٹے تک بھاگ بھاگ کر میراڈونا اور اس کے ساتھی اتنے نہیں تھکے تھے مگر ریفری کے اس ایک فیصلے نے انہیں تھکادیا تھا۔ ان کے چہرے حسرت و یاس کی تصویر بن گئے تھے۔ میچ کے اس آخری لمحے میں اس پینلٹی کک پر گول کا مطلب ان کی صاف شکست تھی۔ چند منٹ گزارنا جرمنوں کے لیے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ میراڈونا نے گول کیپر کو

اشارہ کیا اور باقی ٹیم دھڑکتے دلوں کے ساتھ ڈی کے پاس آکھڑی ہوگئی۔ جرمنی کی طرف سے اس کا کپتان پینلٹی کک لگانے آیا تھا۔ ریفری کی وسل بجتے ہی اس نے کک لگائی۔ بال بائیں طرف گول کیپر سے کم از کم ایک گز کے فاصلے سے نیٹ میں چلی گئی۔ جرمن خوشی سے پاگل ہوگئے تھے اور ارجنٹائن والوں کے چہرے مایوسی سے لٹک گئے تھے۔ اور یوں توقع کے عین مطابق آخری چند منٹ سکون سے گزار کر جرمنی فٹ بال کا نیا عالمی چیمپئن بن گیا تھا۔

میراڈونا میچ کے بعد اپنے ساتھیوں کو حوصلہ دے رہا تھا۔ ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی۔ بیٹس ٹوٹا تو میدان میں ہی رونے لگا تھا۔ یہ ایک دل گداز منظر تھا۔ چاروں طرف مسرت سے ناچتے تماشائیوں کے درمیان وہ خود کو بے حد تنہا محسوس کر رہے تھے۔ میراڈونا نے پورے وقار سے آخری تقریب میں لوگوں کا سامنا کیا۔ وہ افسردہ ضرور تھا لیکن مایوس نہیں' اس نے اپنی سی بہترین کوشش کی تھی' یہ اور بات تھی کہ ریفری اپنی چال چل گئے تھے۔

○☆○

خاصے عرصے تک بے راہ رو زندگی گزار کر میراڈونا اس سے اکتانے لگا تھا۔ اب اسے شدت سے ایک گھر کی خواہش تھی۔ جہاں اس کی ایک قانونی بیوی اور بچے ہوں۔ اس کا ایک خاندان ہو' یوں تو اس کے کئی بچے تھے۔ جو اس کی مختلف گرل فرینڈز سے تھے لیکن وہ سب اس کی ناجائز اولاد تھے۔ کلاڈیا سے شادی اس نے اسی جذبے سے کی تھی کہ اب اس کے قدم کبھی نہیں بھٹکیں گے۔ کلاڈیا نے اسے وہ سب دیا جس کی وہ خواہش کرتا تھا۔ گھر کا سکون' بچے اور سب سے بڑھ کر وہ بے لوث محبت جس کی اسے ہمیشہ سے تلاش تھی۔ وہ اس زندگی سے مطمئن تھا۔

یورپ میں اٹالین لیگ کے دوران میں جب وہ اپنے روم والے فلیٹ میں تھا' اس کے دو دوست بھی اس کے ساتھ ہی ٹھہرے تھے اور یہ دونوں ہی کوکین کے عادی تھے۔ ان دنوں میراڈونا پر تواتر سے منشیات استعمال کرنے کے الزامات لگ رہے تھے اور ان میں بڑی حد تک صداقت بھی تھی۔ اب یہ مخبری تھی یا اتفاق' پولیس میراڈونا کے فلیٹ آپہنچی۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ فلیٹ کی تلاشی لینے آئے ہیں تو میراڈونا کے ساتھیوں کے ہوش اڑ گئے۔

"ہمارے پاس کوارٹر پاؤنڈ کوکین ہے" انہوں نے میراڈونا سے کہا۔

وہ دم بخود رہ گیا "اور تم لوگوں نے مجھے بتایا تک نہیں؟" اس نے چلا کر کہا۔

وقت بالکل نہیں تھا۔ دروازے پر تیز ہوتی دستکیں پولیس کے عزائم کی خبر دے رہی تھیں۔ انہوں نے عجلت میں کوکین فلیٹ کی عقبی گلی میں پھینک دی۔ یہ سوچے بغیر کہ پولیس نے وہاں بھی اپنے آدمی بٹھادیے ہوں گے۔ خوش قسمتی سے کوکین کا پیکٹ گلی میں گرنے کے بجائے ایک فلیٹ کے نکلے چھجے پر جاگرا تھا۔ پھر میراڈونا نے جاکر دروازہ کھول دیا۔ پولیس دندناتی ہوئی اندر آئی اور سب سے پہلے میراڈونا کے دونوں ساتھیوں کو گرفتار کرلیا۔ بدقسمتی سے ان کے لباس سے کوکین بھی برآمد ہوگئی۔ پولیس میراڈونا کے فلیٹ کی بھرپور تلاشی کے باوجود کوئی قابل اعتراض چیز دریافت کرنے میں ناکام رہی تھی ورنہ وہ گرفتاری سے نہ بچ سکتا۔ ایک بار پولیس والوں نے عقبی گلی میں جھانک کر بھی دیکھا مگر ان میں سے کسی کی نظر چھجے پر پڑے کوکین کے پیکٹ پر نہیں گئی تھی۔ جاتے ہوئے وہ میراڈونا کے دوستوں کو ساتھ لے گئے تھے۔

ایک مایوس کن ورلڈ کپ کے بعد میراڈونا کا کیریئر زوال پذیر تھا۔ نپولی کے بعد اس نے اٹلی کے ایک اور کلب سپلارڈ سے معاہدہ کرلیا تھا لیکن یہ معاہدہ ابتدا سے ہی ناکامی کی زد میں تھا۔ جس میں زیادہ قصور میراڈونا کا تھا...... وہ معاہدے پر عمل کرنے اور کلب کی طرف سے کھیلنے کے بجائے ارجنٹائن میں اپنے ولا میں تفریحات میں وقت گزارتا رہا۔ نتیجہ کئی ملین ڈالرز کے اس معاہدے کی منسوخی کی صورت میں نکلا' اب میراڈونا کو دولت کی پروا نہیں رہی تھی۔ میدان میں اور میدان کے باہر یہ اس کے لیے مایوس کن ترین دور تھا۔

۱۹۹۳ء میں دنیا کے بہترین فٹ بال میگزین "سوکر ورلڈ" نے اپنے سرورق پر سرخی جمائی "الوداع' میراڈونا" درحقیقت یہ دور اس کے لیے ایسا تھا کہ کسی کو بھی اس کی واپسی کی توقع نہیں رہی تھی۔ ارجنٹائن کو مشورے دیے جارہے تھے کہ وہ اب اپنے لیے ایک نیا کپتان تلاش کرے۔ جو ۱۹۹۴ء کے امریکا ورلڈ کپ میں اسے کھویا ہوا اعزاز واپس دلوا سکے۔ کم از کم میراڈونا سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی اور ارجنٹائن کے فٹ بال حکام اس بارے میں شدت سے سنجیدہ تھے۔

بتیس سالہ میراڈونا ابھی بوڑھا نہیں ہوا تھا۔ اس میں ابھی کھیل کی صلاحیت باقی تھی لیکن اس نے خود کو زنگ لگالیا تھا۔ فٹ بال اور تربیت سے پہلوتہی' بسیار خوری اور بے تحاشا شراب نوشی نے اس کے چھریرے اور چست بدن کو چھین کر اسے موٹا اور تھلتھلا کردیا تھا۔ اس کے ساتھی اور

اس کے حریف طنزاً اسے ہاتھی کہنے لگے تھے۔ یورپی میڈیا اس کے بارے میں مذاق اڑانے والی خبریں شوق سے دیا کرتا تھا۔ اس کی ایک تصویر خاص طور سے باربار شائع کی جاتی تھی جس میں وہ ساحل سمندر پر لیٹا ہوا ہے اور اس کی توند نمایاں نظر آرہی ہے۔ وہ کہیں سے بھی ایک عالمی شہرت یافتہ فٹ بالر نظر نہیں آتا تھا۔۔جو اپنی قومی ٹیم کا کپتان بھی ہو۔ ڈیلی سن نے اس تصویر کے ساتھ لکھا تھا۔

"کیا ہاتھی' ہرن کی طرح چوکڑیاں بھر سکے گا؟"

کیونکہ میراڈونا نے ریٹائرمنٹ یا فٹ بال سے علیحدگی کا کوئی اعلان نہیں کیا تھا۔ اس لیے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہورہا تھا کہ کیا وہ امریکا ورلڈکپ کھیلے گا اور اگر اس کا ارادہ کھیلنے کا تھا تو اس نے اس کے لیے کیا تیاری کی تھی۔ اس کی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ورلڈکپ تو کیا اب کوئی معمولی کلب میچ کھیلنے کی پوزیشن میں بھی نظر نہیں آتا تھا اور اس کے ارادے ابھی تک راز میں تھے۔ ان دنوں وہ صحافیوں سے بچتا پھر رہا تھا۔ اس طرح ارجنٹائن فٹ بال فیڈریشن کے عہدے داران بھی میڈیا کے سوالوں کا جواب دینے سے گریز کررہے تھے۔

ورلڈکپ کے قریب آنے کے ساتھ ساتھ کنفیوژن بڑھتا جارہا تھا۔ جب ساری دنیا کی ٹیمیں سال بھر پہلے سے تیاری میں مصروف تھیں تو ارجنٹائن والے معمول کی لیگ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے اس بار کوئی خاص سرگرمی نہیں دکھائی تھی۔ یورپ کی ٹیمیں بے حد مطمئن تھیں کہ اب ارجنٹائن جو جنوبی امریکا میں ان کے لیے واحد خطرہ تھا' نہیں رہا۔ برازیل میں پہلے جیسی مستعدی نظر نہیں آتی تھی۔ کولمبیا کے تیور البتہ خراب تھے۔ اس نے نہ صرف جنوبی امریکا چیمپئن کپ جیتا تھا بلکہ گزشتہ کئی میچوں سے وہ ناقابل شکست رہی تھی۔ اس کے فٹ بال کھیلنے کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔ مگر یورپ والے مطمئن تھے کہ وہ اسے بھی قابو کرلیں گے۔ افریقہ سے نائیجیریا اور ایشیا سے سعودی عرب کی ٹیمیں ابھر کر سامنے آئی تھیں۔ دونوں اپنے براعظموں کی چیمپئن تھیں۔ لیکن ماہرین انہیں پہلے راؤنڈ کی ٹیمیں قرار دے رہے تھے۔ میزبان ہونے کے ناتے امریکا بھی ورلڈکپ میں شامل تھا۔ اس کے علاوہ روس اور یوکرائن کی ٹیمیں بھی اچھی تھیں۔ ہاٹ فیورٹ جرمنی اور اٹلی تھے۔ جو دونوں یورپ سے تعلق رکھتے تھے۔

ورلڈکپ سے کئی مہینے پہلے میراڈونا غائب ہوگیا۔ کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کہاں چلا گیا تھا۔ صرف افواہ تھی کہ حکومت نے اس کے لیے کوئی خصوصی تربیتی کیمپ لگایا ہے۔ جہاں وہ کوچ' ٹرینر اور ایک ماہر غذائیات کی زیر نگرانی سخت سیشن گزار رہا تھا۔ دوسری افواہ یہ تھی کہ میراڈونا ارجنٹائن کے صدر کارلوس کی درخواست پر عالمی کپ کا اعزاز واپس ارجنٹائن لانے کی خصوصی تیاری کررہا تھا ورنہ اس سے پہلے اس کا ورلڈکپ میں شرکت کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا صدر کارلوس ملک کے لیے میراڈونا سے کھیلنے کی درخواست کررہا تھا۔ (قارئین اس کا موازنہ صدر ضیاءالحق کی طرف سے عمران خان سے اس کی ریٹائرمنٹ واپس لینے کی درخواست سے کریں)

اصل قصہ یہ تھا کہ کئی عشرے سے آمریت کے سائے میں گزار کر اب ارجنٹائن عوام کا پیمانہ صبر لبریز ہونے والا تھا۔ بدترین اقتصادی حالات' بے روزگاری اور مہنگائی سے لوگ تنگ آچکے تھے۔ ملک اندرونی اور بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا اور اس کا سارا بار بالآخر عوام پر ہی آنا تھا۔ اندرون خانہ بڑھتی بے چینی کو دبانے کے لیے کارلوس کو ایک شو کی ضرورت تھی اور اس نے میراڈونا کا انتخاب کیا۔ جو بلاشبہ ارجنٹائن کی مقبول ترین شخصیت تھا۔ عوام کو فٹ بال میں مصروف کرنے کے لیے میراڈونا کی اشد ضرورت تھی ورنہ اتنا اندازہ تو عوام کو بھی تھا کہ میراڈونا کے بغیر ورلڈکپ جیتنے کا خواب دیکھنا بھی فضول تھا لہٰذا عوام میں ورلڈکپ سے متعلق اتنا جوش و خروش نہیں تھا جتنا کہ ہونا چاہیے تھا۔

آمروں کو عوام کی توجہ کسی اور طرف لگانے کے لیے ہمیشہ کسی نہ کسی ایشو یا ڈرامے کی ضرورت ہوتی ہے۔ (ماشاء اللہ' ہمیں اس کا خوب تجربہ ہے) لہٰذا سرکار کے منصوبہ سازوں نے فٹ بال کا انتخاب کیا۔ اگر ارجنٹائن ورلڈکپ جیت جاتا تو یہ فتح عوام کے لیے افیون کا کام کرتی اور وہ کچھ عرصے کے لیے اپنے مسائل فراموش کرسکتے تھے۔ حکومت سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی کا اظہار کردیا ورنہ اندرون خانہ تحریک بھی کافی تھی۔ اس سے حزب اختلاف والے چوکنا ہوگئے اور انہوں نے پول کھول کر رکھ دیا۔ اب حکومت کی عافیت اسی میں تھی کہ اس معاملے سے لاتعلق ہوجاتی لیکن آمرانہ طرز حکومت میں عقل کا دخل ہو تو وہ آمرانہ ہی کیوں کہلائے۔ سرکار کھل کر سامنے آگئی اور یہ چیز اتنی زیادہ تشہیر پاگئی کہ فٹ بال ٹیم کے کھلاڑی تک سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ وہ فتح حاصل کرکے اپنے لوگوں کو خوش کریں گے یا ان کی بدقسمتی پر مہر ثبت کردیں گے۔

"ہمیں ورلڈکپ نہیں جمہوریت چاہیے" ایک کھلاڑی نے بڑے تلخ لہجے میں کہا تھا۔ یہ تلخی حکومت برداشت کرگئی کہ وہ فٹ بالروں کو چھیڑکر اپنے لیے کوئی نیا مسئلہ نہیں کھڑا کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس سے حکومت پر واضح ہوگیا کہ عوام کا موڈ کیا تھا۔ جب کھلاڑی جو سیاست سے گریز ہی کرتے ہیں (بہ شرط کہ وہ پاکستانی نہ ہوں) سیاست میں ملوث ہوجائیں اور یوں کھل کر بیان دینے لگیں تو آمروں کو ہوشیار ہوجانا چاہیے۔

بہرحال میراڈونا تیار ہوگیا اور کسی خفیہ مقام پر تربیت حاصل کرنے لگا۔ خفیہ مقام کی ضرورت اس لیے بھی پیش آئی تھی کہ میراڈونا کی نشے کی عادت چھڑائی جائے۔ گزشتہ عرصے میں وہ کئی ایسی ممنوعہ ادویات مسلسل استعمال کرتا رہا تھا۔ جن کو فیفا نے فٹ بالروں کے لیے سختی سے ممنوع قرار دے دیا تھا اور خبردار کیا تھا جو فٹ بالرز ان دواؤں کے استعمال میں ملوث پائے گئے' انہیں پابندی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہی وجہ تھی کہ اب تمام اچھی ٹیمیں کوچ کے ساتھ ایسے ڈاکٹرز بھی رکھ رہی تھیں جو ماہر غذائیات ہوں اور انہیں معلوم ہو کہ کن کن غذاؤں یا ادویات میں کون سے اجزا پائے جاتے ہیں۔ ارجنٹائن کی ٹیم کے لیے ڈاکٹر لیسٹر لینٹن کو مقرر کیا گیا تھا۔

فٹ نیس کیمپ کا انچارج ڈاکٹر لینٹن برازیل کے فوڈ آرگنائزیشن بیونس آئرس کا ڈائریکٹر تھا اور اس کا شمار اسپورٹس ڈرگ پر دنیا کے چند ماہر ترین ڈاکٹروں میں ہوتا ہے۔ وہ ارجنٹائن کی بیس سالہ ٹیم کے ساتھ کئی ٹیموں کا انچارج رہا ہے اور اب اسے میراڈونا کا کیس چیلنج کے طور پر دیا گیا تھا۔ اسے محض دو مہینے میں نہ صرف میراڈونا کو سابق فٹ نیس دلوانی تھی بلکہ اس کے جسم کو ہر مضر صحت دوا کے اثر سے پاک کرنا تھا جن پر فیفا نے پابندی لگا رکھی تھی۔ کوکین کی لعنت سے چھٹکارا پانے کے لیے میراڈونا نے بے دریغ ممنوعہ ادویات کا استعمال کیا تھا۔ اس طرح اس نے اپنے بڑھ جانے والے وزن اور بھوک کو ختم کرنے کے لیے جن دواؤں کا سہارا لیا تھا ان میں متعدد ممنوعہ ادویات کے جزو شامل تھے۔

ان دواؤں کی میراڈونا کے جسم میں موجودگی ایک دھماکے سے کم نہیں تھی۔ یہ ڈاکٹر لینٹن کا کام تھا کہ وہ میراڈونا کو ہر ممنوعہ دوا استعمال کرنے سے روکے کیونکہ وہ ممنوعہ ادویات بعض عام بیماریوں مثلاً نزلے زکام میں استعمال کی جانے والی ادویات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس کی مثال ایفے ڈرین ہے جو نزلے وزکام کے علاج میں کام آنے والی ہر دوا کا جزو ہے۔ اگر کھلاڑی اسے استعمال کرے تو وہ فیفا کا قانون توڑنے کا مجرم قرار پائے گا۔ چاہے اس نے مذکورہ دوا اپنی بند ناک کھولنے کے لیے ہی کیوں نہ استعمال کی ہو۔

فیفا اور ورلڈ اسپورٹس فیڈریشن کی جانب سے ممنوعہ قرار دی جانے والی ادویات کی فہرست اتنی لمبی ہے کہ اچھے بھلے ماہر ڈاکٹر بھی بعض اوقات غلطی کرجاتے ہیں اور اپنے زیر علاج کھلاڑیوں کو ایسی ادویات استعمال کرادیتے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی ممنوعہ جزو پایا جاتا ہے۔ شامت کھلاڑی کی آجاتی ہے جب وہ ڈوپ ٹیسٹ میں پکڑا جاتا ہے۔ ڈاکٹر لینٹن نے میراڈونا پر بھرپور محنت کی اور جب وہ دو مہینے بعد منظر عام پر آیا تو لوگ اسے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ وہ پرانا میراڈونا تھا۔ ہر لحاظ سے فٹ اور صحت مند۔ اس کا جسم چھریرا ہوچکا تھا اور اس میں پہلے جیسی بجلیاں بھر گئی تھیں۔ وہ میدان میں برق رفتاری سے بال لے کر دوڑتا تو اس کا سانس ہموار رہتا تھا اور دو گھنٹے کا مکمل میچ کھیل کر بھی اس پر تھکن کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔

وہ حلقے جو کینی جیا اور بیٹس ٹوٹا میں سے ایک کو ورلڈکپ کے لیے کپتان قرار دے رہے تھے۔ وہ میراڈونا کی واپسی کے ساتھ ہی دم سادھ کر بیٹھ گئے۔ دنیا بھر سے رپورٹرز اور فوٹوگرافرز میراڈونا کی واپسی کی کوریج کے لیے دوڑے چلے آئے تھے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ورلڈکپ کے حوالے سے اہم ترین شخصیت بن گیا تھا۔ چند روز پہلے کسی کے ذہن میں اس کا نام بھی نہیں تھا۔ میراڈونا نے دعویٰ کیا کہ وہ ورلڈکپ میں اپنی کارکردگی سے سب کو حیران کردے گا۔ اس کی ٹیم کے کھلاڑی اس کی واپسی سے خوش تھے۔ کیونکہ وہ ٹیم کے لیے ایک پاور اسٹیشن تھا جس کی توانائی سے پوری ٹیم متحرک ہوجاتی تھی۔ میراڈونا کے بغیر ارجنٹائن کبھی فیورٹ ٹیم نہیں بن سکتی تھی۔

جب ٹیم امریکا کے لیے روانہ ہوئی تو حیرت انگیز طور پر ڈاکٹر لینٹن کے بجائے او سینس نامی ایک ماہر غذائیات کو میراڈونا کا مشیر مقرر کردیا گیا۔ جس کے پاس اس معاملے میں کوئی پیشہ ورانہ ڈگری نہیں تھی اور وہ خود ایک تن ساز تھا۔ اس کی میراڈونا کے لیے تقرری تعجب خیز تھی۔ پھر دیگر جن تین افراد کو اس کے ٹرینر اور کوچ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا' ان میں سے کوئی کسی خاص قابلیت کا حامل نہیں تھا۔ بعد میں میراڈونا کے ساتھ جو ہوا وہ اس بدانتظامی کا نتیجہ تھا۔ نہ تو فیفا نے ارجنٹائن کی فیڈریشن سے اس معاملے میں کوئی

سوال کیا اور نہ ہی فیڈریشن نے بعد میں وضاحت کی کہ انہوں نے ایسے غیر پیشہ ور افراد کا تقرر کیوں کیا تھا؟

میراڈونا کا ذاتی ٹرینر فرنانڈز سگنورینی تھا۔ یہ باصلاحیت شخص دس سال سے میراڈونا کے ساتھ تھا۔ اسی طرح ارجنٹائن کی ٹیم کا ڈاکٹر ارنسٹو اگولڈے بھی ایک تجربہ کار ڈاکٹر تھا تو آخر کیا وجہ تھی کہ میراڈونا کو او سینس جیسے شخص کے حوالے کردیا گیا۔ کیا یہ کوئی غلطی تھی یا سازش۔ اس کا آج تک اندازہ نہیں ہوسکا لیکن ورلڈ کپ میں جو کچھ میراڈونا کے ساتھ ہوا اس نے سب کو ذہنی جھٹکا دیا۔ اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سازش میں ارجنٹائن کی فٹ بال فیڈریشن بھی شریک تھی۔ کیا وہ میراڈونا سے چھٹکارا چاہتی تھی جو اس نے اتنا خوف ناک حربہ استعمال کیا تھا۔ یہ امکان کم ہی ہے لیکن اگر یہ کوئی سازش تھی تو اس کی جڑیں ارجنٹائن تک پھیلی ہوئی تھیں۔

میراڈونا کی غیر متوقع واپسی نے جہاں اس کے پرستاروں کو خوشی بخشی وہیں بعض ٹیموں کو تفکرات لاحق ہوگئے ان میں اٹلی اور جرمنی کے علاوہ انگلستان کی ٹیم بھی شامل تھی جو کسی طرح بھی میراڈونا کی واپسی سے خوش نہیں تھے اور فیفا میں یہ تینوں ہی سپرپاور کی حیثیت رکھتے ہیں گویا ان کی تشویش فیفا کی تشویش تھی۔ جیسے امریکا کا دشمن فوراً اقوام متحدہ کا دشمن بن جاتا ہے۔ یعنی اس بات کا پورا امکان ہے کہ فیفا بھی اس سازش میں شریک تھی جو میراڈونا کو ورلڈ کپ کے ناک آؤٹ مرحلے سے ناک آؤٹ کرنے کے لیے تیار کی گئی تھی۔

ابتدائی دو میچوں میں میراڈونا اور اس کی ٹیم جن تیوروں کے ساتھ شریک ہوئی تھی۔ اس سے ماہرین کو اپنی رائے میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہونے لگی تھی۔ اس سے پہلے جرمنی اور برازیل کو فائنل کا حق دار قرار دینے والے اب کولمبیا، ارجنٹائن اور اٹلی کو بھی اس فہرست میں شامل کرنے پر مجبور ہوگئے تھے۔ توقع کے عین مطابق کولمبیا بہت اچھا کھیل رہی تھی۔ بدقسمتی سے امریکا کے خلاف میچ میں پیش آنے والا واقعہ اس کے زوال کا سبب بن گیا۔ جب اس کے اپنے دفاعی کھلاڑی کا ہاتھ لگ جانے سے گیند گول میں چلی گئی اور امریکا یہ میچ برابر کرنے میں کامیاب رہا تھا۔ اس بدنصیب کھلاڑی کو وطن واپسی کے بعد صرف اس غلطی کی پاداش میں سرعام گولیوں سے چھلنی کرکے ماردیا گیا تھا اور کولمبیا جسے ماہرین آنے والے وقت کی ٹیم قرار دے رہے تھے، اچانک بیٹھ گئی۔

میراڈونا کے کھیل نے خطرے کی گھنٹی بجائی تھی۔ بے شک اس کی رفتار پہلے جیسی نہیں تھی اور نہ وہ حملے کرنے میں پہل کررہا تھا لیکن اس کی مہارت پہلے والی تھی اور وہ ایک ماہر گیم ماسٹر کی طرح اپنی ٹیم کو کھلا رہا تھا۔ اس کے کھلاڑی اس کے اشارے پر یوں عمل کررہے تھے جیسے کٹھ پتلیاں ہوں۔ ۱۹۹۰ء کے مقابلے میں اب ان کی میراڈونا سے ذہنی ہم آہنگی زیادہ تھی۔ پھر نائیجیریا سے میچ ہوا۔ اس سے پہلے کہ اس میچ کے بارے میں بتایا جائے۔ فیفا کی ڈوپ ٹیسٹ پالیسی بیان کردی جائے۔ اس بار ہر میچ میں دونوں ٹیموں کے دو دو کھلاڑیوں کے ڈوپ ٹیسٹ کا فیصلہ ہوا تھا۔ ان کھلاڑیوں کو فیفا کا ڈاکٹرز کا پینل منتخب کرتا تھا اور ڈوپ ٹیسٹ کی رپورٹ بھی وہی دیتا تھا۔

طریقہ کار کچھ یوں تھا کہ پہلے ہاف کے فوراً بعد وقفے میں کھلاڑیوں سے پیشاب کاغذ پر لے کر اسے لیب بھیج دیا جاتا۔ جہاں فوری طور پر ان کا ٹیسٹ لیا جاتا۔ میچ سے پہلے ٹیم کے ڈاکٹر کو ایک فارم پر ان تمام دواؤں کی فہرست دینا ہوتی تھی جو وہ اپنے کھلاڑیوں کو دیتا تھا اور اس فہرست کا موازنہ ٹیسٹ رپورٹ سے کیا جاتا تھا اور دونوں فہرستوں میں کوئی فرق ہوتا تو پہلے ڈاکٹر سے جواب طلب کیا جاتا۔ اور تسلی بخش جواب نہ ملنے کی صورت میں فیفا کی مقرر کردہ کمیٹی سے کارروائی کی سفارش کی جاتی تھی۔ اس کے بعد یہ کمیٹی ٹیم اور کھلاڑی سے جس کا ڈوپ ٹیسٹ غیر تسلی بخش پایا جائے، سوال جواب کرکے اپنا فیصلہ سناتی تھی۔ اگر کھلاڑی غلطی سے کوئی غلط دوا استعمال کرجائے یا اسے کوئی جسمانی تکلیف ہو تب تو معاملہ ایک آدھ جرمانے پر ٹل جاتا تھا۔ بہ صورت دیگر مسئلہ خاصا مشکل ہوجاتا تھا۔

نائیجیریا کے خلاف میراڈونا کے کھیل میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ حسب موقع وہ سینٹر لائن پر رہ کر اپنی ٹیم کو کھلا رہا تھا اور جب موقع ملتا نائیجیریا کے گول تک جانے کی کوشش کرتا لیکن اس کے دفاعی کھلاڑیوں نے میراڈونا کے خلاف سخت گھیرا ڈال رکھا تھا۔ پہلے ہاف کے بعد جن دو کھلاڑیوں کو ارجنٹائن کی طرف سے ڈوپ ٹیسٹ کے لیے منتخب کیا گیا ان میں سے ایک میراڈونا بھی تھا۔ یہ بات بھی کم معنی خیز نہیں ہے کہ گروپ میچوں میں ہر بار میراڈونا کو ضرور ڈوپ ٹیسٹ کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ حالانکہ دوسری ٹیموں کے کھلاڑی بدل بدل کر منتخب کیے جارہے تھے۔ اس شام افواہ گشت کرنے لگی کہ ایک فٹ بالر کا ڈوپ ٹیسٹ مثبت نکلا ہے۔ لیکن وہ کون ہے اس کا راز ابھی برقرار تھا حتی کہ

شام کو ارجنٹائن فٹ بال ایسوسی ایشن کے صدر نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا۔

"میراڈونا کا ڈوپ ٹیسٹ مثبت نکلا ہے اور ہم اس کے لیے وکیل کر رہے ہیں۔"

یہ خبر دھماکے کی طرح چاروں طرف گونجی تھی۔ اس سے پہلے بھی دوبار ایسا ہوا تھا کہ ورلڈ کپ کے دوران میں ہیٹی اور اسکاٹ لینڈ کے کھلاڑی ممنوعہ ادویات استعمال کرنے کے جرم میں پکڑے گئے تھے اور پھر انہیں ورلڈ کپ سے معطل کردیا گیا تھا لیکن وہ دونوں عام کھلاڑی تھے۔ میراڈونا ایک سپر اسٹار تھا۔ اس کے پکڑے جانے کی خبر معمولی نہیں تھی۔

فیفا کی طرف سے ڈاکٹروں کے پینل کے سربراہ ڈاکٹر مائیکل ڈی نے اعلان کیا کہ میراڈونا نے ایفے ڈرین استعمال کی تھی جو بھوک مٹانے اور وزن کم کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس کا استعمال اسپرے اور ان ہیلر کی صورت میں نزلے اور بند ناک کھولنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے لیکن یہ ناک اور گلے کے نازک ٹشوز کے لیے سخت تباہ کن ہے اور اس وجہ سے ممنوعہ ادویات میں شامل ہے۔

"میراڈونا کے پیشاب میں اس کے اثرات پائے گئے ہیں" مائیکل ڈی نے کہا۔

"کیا پچھلے ٹیسٹوں میں بھی یہ اثرات پائے گئے تھے؟" ایک صحافی نے سوال کیا۔

"نہیں' میراڈونا کے پچھلے تمام ٹیسٹ کلیئر تھے" ڈاکٹر مائیکل نے جواب دیا تھا۔

اس کا صاف مطلب تھا کہ میراڈونا نے نائیجیریا کے خلاف میچ سے پہلے ممنوعہ دوا لی تھی۔ یہ کوکین اور منشیات کے مضر اثرات سے چھٹکارا پانے کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ میراڈونا کو یہ دوا استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا وزن معمول کے مطابق تھا۔ وہ کوکین کی لعنت سے بھی عرصہ ہوا چھٹکارا پا چکا تھا۔ اور ایفے ڈرین فوری طور پر طاقت مہیا نہیں کرتی۔ اس کے باوجود اس کا میراڈونا کے جسم میں پایا جانا کسی سازش کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ میراڈونا نے بعد میں کہا کہ اس نے کوئی ممنوعہ دوا نہیں لی تھی۔ ہاں' میچ سے قبل اس نے ناک کھولنے والا اسپرے ضرور کیا تھا۔ جیسا کہ اکثر کھلاڑی کرتے ہیں اور اسے قطعی علم نہیں کہ اس میں کوئی ممنوعہ دوا پائی جاتی ہے۔ معمولی بات سمجھ کر ہی اس نے ڈاکٹر ارنسٹو کو بتانا ضروری نہیں سمجھا اور یوں یہ دوا فیفا کے فارم میں درج ہونے سے رہ گئی۔

یہ بھی کہا گیا کہ میراڈونا کو اسپرے کا مشورہ او سینس نے دیا تھا۔ جو اس کا مشیر غذائیات تھا۔ کیا اسے نہیں معلوم تھا کہ اسپرے میں ایفے ڈرین بھی شامل ہوتی ہے۔ مزید تعجب خیز بات یہ تھی کہ اس نے ڈاکٹر ارنسٹو کو بھی اس بارے میں نہیں بتایا۔ حالانکہ یہ اس کا فرض تھا۔ پراسرار حالات کی دھند اور میراڈونا کی تردید کو نظرانداز کرکے فیفا نے صرف یہ دیکھا کہ ایک ممنوعہ دوا میراڈونا کے جسم میں پائی گئی ہے اور اسے معطل کرنے کا اعلان کردیا۔ یعنی اب وہ ورلڈ کپ کا کوئی میچ نہیں کھیل سکتا تھا۔ یہ دوسرا دھماکا تھا جس نے پوری دنیا کے فٹ بال کے حلقوں اور شائقین کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ورلڈ کپ اور میراڈونا کے بغیر!

میراڈونا کا عذر یقیناً تسلیم کرلیا جاتا کہ اس نے بند ناک کھولنے کے لیے اسپرے کیا تھا۔ لیکن ٹیسٹ میں دیگر پانچ ادویات کا کوئی سراغ نہیں تھا جو اس اسپرے میں موجود ہوتی ہیں جبکہ ایفے ڈرین سے منسلک دیگر کئی ممنوعہ ادویات کے اثرات موجود تھے۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ یہ ممنوعہ ادویات اسپرے سے نہیں بلکہ کسی اور ذریعے سے میراڈونا کے جسم میں پہنچی تھیں۔ عین ممکن ہے ناک میں کیا جانے والا اسپرے بے ضرر ہو کیونکہ ایک ڈاکٹر کے بیان کے مطابق ڈاکٹر سیرینی نے میچ سے پہلے میراڈونا کو ڈیسڈیکس اور نائیسٹرول دی تھیں جو ممنوعہ نشہ آور ادویات میں شامل ہیں۔ ڈاکٹر ارنسٹو نے کہا۔

"اس شخص (سیرینی) کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ میراڈونا کو یہ دوائیں دے کر اور ان کی اطلاع مجھے نہ دے کر کتنا بڑا ظلم کررہا ہے۔ اگر مجھے اطلاع مل جاتی تو اس کا تدارک ممکن تھا۔ میں میراڈونا کی بربادی کا الزام اس شخص کو دوں گا۔"

صرف ڈاکٹر ارنسٹو ہی نہیں بلکہ بہت سارے لوگ اس سارے معاملے میں سیرینی کو ذمے دار قرار دے رہے تھے۔ ارجنٹائن کے زیرزمین دنیا کے باسی اس بات پر چراغ پا تھے کیونکہ میراڈونا کی معطلی کے بعد ان کی ٹیم کی فتح کا کوئی امکان باقی نہیں رہا تھا اور ناجائز شرطوں کی صورت میں لگی بھاری رقم ڈوب جانے کا خدشہ تھا۔ افواہ تھی کہ سیرینی کو قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں۔ اس کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیرینی ارجنٹائن واپس جانے کے بجائے امریکا میں ہی کسی غیر معروف مقام پر رک گیا تھا۔ امریکا میں بھی اسے اپنی جان کا خطرہ تھا کیونکہ امریکن مافیا کے روابط ارجنٹائن کی زیر زمین دنیا سے تھے۔ امریکا میں وارد ہونے والی اکثر ہیروئن ارجنٹائن کے راستے ہی آتی ہے۔ سیرینی کو خوف تھا کہ

امریکن مافیا اپنے بھائی بندوں کا ہاتھ بٹانے کے لیے اسے قتل نہ کردے۔

ایک پریس کانفرنس میں میراڈونا نے آنسوؤں کے ساتھ کہا "میں بے قصور ہوں۔ میں نے کوئی نشہ آور دوا استعمال نہیں کی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے جسم میں ان کے اثرات کہاں سے آئے۔"

میراڈونا کا چیختا رویہ بن جانسن سے قطعی مختلف تھا جس نے ڈوپ ٹیسٹ میں پکڑے جانے کے بعد سر جھکا کر اعتراف جرم کرلیا تھا۔ جب کہ میراڈونا نے کبھی اعتراف نہیں کیا کہ اس نے کوئی ممنوعہ دوا لی تھی۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ اس نے کوئی ممنوعہ دوا استعمال نہیں کی تھی۔ فیفا کا موقف تھا کہ قانون، قانون ہے۔ میراڈونا کا عذر بے گناہی تسلیم نہیں کیا جاسکتا جب کہ اسے صریحاً قانون شکنی کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ اس نے ایک نہیں کئی ممنوعہ ادویات استعمال کیں۔ ان کے استعمال سے متعلق غلط معلومات دیں اور آخر میں استعمال تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ فیفا کے صدر نے اعلان کیا۔

"میراڈونا کو محض اس لیے نہیں چھوڑا جاسکتا کہ وہ سپر اسٹار کھلاڑی ہے۔ قانون سب کے لیے یکساں ہے۔"

یہاں آکر سب بے بس تھے۔ میراڈونا نے تصدیق کے لیے نجی طور پر دوبارہ ڈوپ ٹیسٹ کرائے تھے جو مثبت ہی نکلے تھے یعنی اس کے خلاف رپورٹ سازش نہیں تھی۔ اثرات موجود تھے۔ اگر میراڈونا کا عذر درست تسلیم کرلیا جائے کہ اس نے کوئی ممنوعہ دوا ازخود استعمال نہیں کی تو سب سے زیادہ مشکوک شخصیت سیرینی کی ٹھہرتی ہے کیونکہ وہی اس کی غذا اور دواؤں کی نگرانی کرتا تھا۔ اس معاملے میں میراڈونا اس قدر محتاط تھا کہ اس کے مشورے کے بغیر کوئی سادہ کولڈ ڈرنک بھی استعمال نہیں کرتا تھا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ خاموشی سے کچھ دوائیں استعمال کرلیتا جن کی سیرینی کو ہوا بھی نہ لگتی اور اسے دوائیں ازخود استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ ٹیم کا ڈاکٹر موجود تھا یہ تو ایسا ہی تھا کہ پائلٹ کے ہوتے ہوئے کوئی اناڑی طیارہ اڑانے کی کوشش کرے، جس کا انجام تباہی ہو۔

زیادہ امکان یہی تھا کہ میراڈونا کو ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ آخر سیرینی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا وہ کسی کا آلہ کار بن گیا تھا اور اگر بن بھی گیا تھا تو کس کا؟ یہ معاملہ ایسا الجھا تھا کہ اس سے سوال در سوال نکلے چلے آرہے تھے اور جواب کسی ایک کا بھی نہیں تھا۔ سیرینی نے صاف انکار کردیا کہ اس نے میراڈونا کو کوئی دوا دی تھی، اس نے کہا۔

"اگر میراڈونا نے کوئی دوا استعمال کی بھی تو میں اس سے لاعلم ہوں۔"

ارجنٹائن کی فٹ بال فیڈریشن نے اس موقع پر کوئی خاص سرگرمی نہیں دکھائی بلکہ فیفا سے پہلے ہی اس نے میراڈونا کو معطل کرنے کا اعلان کردیا تھا۔ اس کے بعد اس نے فیفا میں اس کا کیس لڑنے کے لیے بھی سست روی کا مظاہرہ کیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے فیڈریشن کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہو حالانکہ یہ بات اسے اچھی طرح معلوم تھی کہ میراڈونا کے بغیر ٹیم کی حیثیت بغیر جوکی کے گھوڑے کی سی تھی۔ اس کا ثبوت رومانیہ کے خلاف میچ میں مل گیا جب ارجنٹائن کی ٹیم بکھر گئی اور اسے ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

میراڈونا نے درد بھرے لہجے میں کہا تھا "فیفا نے میری ٹانگیں کاٹ دیں۔"

حقیقت جو بھی ہو، بہرحال یورپ کی راہ سے ارجنٹائن کا کانٹا ہٹ گیا لیکن انہیں اس کا فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اس بار برازیل بازی لے گیا تھا۔ اور اس نے فائنل جیت کر چوتھی بار یہ اعزاز حاصل کیا تھا۔ ارجنٹائن کوارٹر فائنل تک رسائی بھی نہ حاصل کرسکی تھی اور اس کے کھلاڑی حسرت سے بقیہ ورلڈ کپ باہر سے بیٹھ کر دیکھتے رہے۔ ان کا وہی حشر ہوا تھا جو بے سپہ سالار کی فوج کا ہوتا ہے۔

اس پابندی نے میراڈونا کی تقدیر پر مہر ثبت کردی تھی اور وہ دوبارہ کبھی عالمی فٹ بال کے افق پر نہیں نمودار ہوسکا۔ وہ صرف ارجنٹائن کی مقامی لیگ کھیلتا رہا، وہ بھی محدود طور پر۔ اس کا دل مرچکا تھا اور جب دل مرجائے تو جوش وولولے کہاں سے آتے۔ ان دنوں میراڈونا ارجنٹائن میں اپنے ولا میں کلاڈیا اور بچوں کے ساتھ خاموش زندگی گزار رہا ہے۔ جیسی مقبولیت اسے ملی۔ ایسی سوائے پیلے کے کسی فٹ بالر کے حصے میں نہیں آئی۔ اسے متفقہ طور پر محمد علی کلے کے بعد صدی کا مقبول ترین اسپورٹس مین تسلیم کیا جاتا ہے اور اب وہ گویا گوشۂ گم نامی میں جا پڑا ہے۔ اس کی یاد بھی آتی ہے تو ایسے جیسے مُردوں کی یاد آتی ہے۔

69